REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ — شمارہ ۱۵، ۱۶

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- مُنیر احمد خادم

نائب ایڈیٹر:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ [illegible] ۱۳۲۳

۲، ۹ ذیقعدہ ۱۴۱۴ ہجری   ۱۴، ۲۱ شہادت ۱۳۷۳ ہش   ۱۴، ۲۱ اپریل ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۷ اپریل۔ (ایم۔ٹی۔اے) سیّدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہُ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للّٰہ۔

احبابِ جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کی رُوح القُدس سے تائید فرمائے۔ آمین ٭

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج (آلِ عمران)

ترجمہ:- اور تم سب (کے سب) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو (اس نے) تم پر (کیا) ہے یاد کرو کہ جب تم (ایک دوسرے کے) دُشمن تھے اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔

حدیثِ نبویؐ

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (متّفق علیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا نہ اُس کی مدد چھوڑتا ہے۔ جو اپنے مُسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پُوری کرتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان سے کوئی غم دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے قیامت کے غم دُور کر دے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے عیوب پر قیامت کے دن پردہ ڈالے گا۔

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ فرمُودہ ۸ اپریل ۱۹۹۴ء بمقام فرانس

اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمُودہ نصائح پر عمل کریں گے تو اپنے معاشرہ کو جنّت نشان بنا سکتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بیان فرمُودہ چار مقاصد کے حصُول کے بغیر جماعت احمدیہ کی بعثت کی غرض پوری نہیں ہو سکتی

از سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد وتعوذ اور سُورہ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سُورہ انفال کی ۶۴ ویں آیت کی تلاوت فرمائی۔ اور حسبِ معمول مختلف ممالک میں ہونے والے سالانہ اجتماعات، اور جلسوں پر مبارکباد دی۔ ازاں بعد حضور نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک اقتباس پڑھ کر فرمایا کہ حضور اقدسؑ نے چار مقاصد بیان فرمائے ہیں جن کے حصول کے بغیر جماعتِ احمدیہ اپنی بعثت کی غرض کو پورا نہیں کرسکتی۔ ان میں سے پہلے تین مقاصد کو ایک ایک کرکے میں نے اپنے خطبہ کا موضوع بنایا۔ پہلے توحید باری تعالیٰ کے موضوع پر سلسلہ خطبات شروع ہُوا۔ پھر "تبتّل الی اللہ" اور پھر تیسرے نمبر پر "ذکرِ الٰہی میں خاص رنگ ہو" کے موضوع پر جماعت کو مخاطب کیا۔ اور جس حد تک بن پڑا تفصیل سے ذکرِ الٰہی کے موضوع کو جماعت پر روشن کیا۔ آج آخری سلسلہ یعنی "حقوقِ اخوان میں بھی خاص رنگ ہو" کی باری آئی ہے۔

فرمایا جب پہلی تین منازل طے ہو جائیں تب کوئی اس قابل ہوتا ہے کہ بنی نوعِ انسان کے حقوق ادا کرسکے۔ اس کے بغیر حقوقِ انسانی ادا کرنے کا کسی انسان سے تصور نہیں کیا جاسکتا۔

فرمایا اب میں حقوقِ اخوان کے متعلق بعض بُنیادی اُمور رکھتا ہوں۔ اس سلسلہ میں جو میں نے ترتیب رکھی ہے یہ ہے کہ سب سے پہلے جماعت کو آپس میں ایک دُوسرے سے محبّت کرنے کی تلقین کی جائے۔ ایک دُوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ اسلام پہلے گھر سے شروع ہوتا ہے۔ اسلام جو حقوق مُسلمانوں کے دُوسرے مسلمانوں کے لئے مقرر فرماتا ہے اُن کی ادائیگی کے بغیر بنی نوعِ انسانی کی بھلائی کا دعویٰ کرنا بالکل بے معنی بات ہے۔

فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں تمام جہانوں کے لئے رحمت کی تعلیم دی اس سے پہلے تمام مسلمانوں کو ایک دُوسرے کے حقوق کی طرف متوجہ فرمایا۔ دراصل اس طرح اُمّتِ مُسلمہ کو تمام بنی نوعِ انسان کے حقوق ادا کرنے کے لئے تیار کرنا مقصود تھا۔ فرمایا اس سُنّت کے مطابق میں نے پہلے ایسی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات چنے ہیں جن میں جماعت کو آپس کے تعلقات سے متعلق نصیحتیں ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ کون سے امور ہیں جن کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔ کون سے تعلقات کے مقاصد ہیں جنہیں حرزِ جان بنائیں۔ یہ مقصد اگر جماعت کے اندر حاصل ہو جائے تو پھر تمام بنی نوعِ انسان کو بلا تمیز مذہب وملّت، رنگ و نسل جماعت کا فیض پہنچے گا۔ اور اس ذریعہ سے ہم اپنے اعلیٰ مقصد یعنی تمام بنی نوعِ انسان کو اُمّتِ واحدہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

فرمایا عمومی تعلقات اور باہمی معاملات میں اخلاق سے متعلق جیسی پیاری تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو عطا فرمائی ہے ایسی پیاری تعلیم ایسے حسین انداز میں اور کوئی نبی دیتا ہوا دکھائی نہ دے گا۔ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ اپریل ۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

مجلسِ شوریٰ کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ جماعتِ احمدیہ بھائی بھائی بنی رہے

از سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورہ انفال کی ۶۴ ویں آیت کی دوبارہ تلاوت فرمائی اور سورہ آل عمران کی آیت ۱۶۰ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج مختلف ممالک میں اجتماعات کے علاوہ جماعت احمدیہ کی مجالس شوریٰ منعقد ہو رہی ہیں۔ اس لئے مَیں نے شوریٰ کا مضمون آج کے خطبہ کے لئے انتخاب کیا ہے۔

آیت کا ترجمہ اور وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں مجلسِ شوریٰ کی رُوح اور اس کا گہرا فلسفہ بیان فرمایا گیا ہے۔ فرمایا میرا تجربہ ہے کہ جب کسی آیت کو موضوع بنانا ہو تو کبھی ایسا نہیں ہُوا کہ اس کا کوئی نیا پہلو ذہن میں نہ آیا ہو۔ یہ قرآن کریم کی شان ہے کہ وہ کوثر جس کا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا تھا، قرآن کی ہر آیت وہ کوثر بن جاتی ہے۔ فرمایا چونکہ یہ آیت بہت سے مضامین پر روشنی ڈالتی ہے، مَیں اس وقت اس حصّہ پر روشنی ڈالوں گا جس کا تعلق مومنوں کے اکٹھے اور ایک جان ہونے سے ہے۔

آیتِ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کی ہدایت کے مطابق مشورہ نبوت، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے درمیان ایک گہرے تعلق کا رابطہ بن جاتا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی تعریف میں فرمایا کہ ان کے معاملات آپس میں مشورے سے چلتے ہیں۔ فرمایا ان دونوں باتوں کا ایک دوسرے سے محبت کرنے سے گہرا تعلق ہے ایک تعلق یہ ہے کہ مشورے کی فضا قائم ہی وہاں ہوتی ہے جہاں بھائی چارہ ہو۔ اگر بھائی چارہ نہ ہو پھر مشورہ ہو تو وہاں بد دیانتیاں چلتی ہیں۔ فرمایا پس یاد رکھیں کہ مجلسِ شوریٰ کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ جماعتِ احمدیہ بھائی بھائی بنی رہے۔ ایسی صورت میں جو مشورے ہوتے ہیں وہ گہری فراست کے علاوہ تقویٰ پر مبنی ہوتے ہیں۔ فرمایا جب ایک خاندان کے لوگ آپس میں محبت رکھنے والے آپس میں مشورہ کرتے ہیں تو اس میں سنجیدگی اور ہمدردی پائی جاتی ہے۔ یہی وہ رُوح ہے جو جماعتِ احمدیہ کی مجالس شوریٰ میں زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہنی چاہیئے۔ اس کے بغیر جماعتِ احمدیہ کی مجالس مشاورت اپنے مقاصد کو نہیں پا سکیں گی۔

فرمایا سب سے پہلا پیغام مجالسِ شوریٰ کو یہی ہے کہ تالیفِ قلب اور ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہو کر بھائیوں کی سی صورت اختیار کر جانے کا مجلسِ شوریٰ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ آپس کی اُلفت نہ ہو تو مشورے بے حقیقت بلکہ بسا اوقات نقصان دِہ ہو جاتے ہیں۔ اور شوریٰ کا اعلیٰ مقصد ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا ہر مجلسِ شوریٰ میں جو دُنیا میں کہیں بھی منعقد ہو اِس نصیحت کو خوب پلّے باندھ لینا چاہیئے کہ شوریٰ کے دوران کبھی کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے کسی بھائی کی دِل شکنی ہو۔ اور شوریٰ کے علاوہ بھی محبّت کا ماحول قائم کرنا شوریٰ کے بابرکت ہونے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

فرمایا، میرے نزدیک جماعت کی زندگی دو چیزوں میں ہے۔ ایک خلافت اور ایک شوریٰ۔ ان دونوں میں جماعت کی بقا کا راز ہے۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے اِس بات کو پیشِ نظر رکھیں اور دِل میں جاگزیں کر لیں کہ خلافت سے وابستگی اور مجلسِ شوریٰ سے اس کے تمام لوازم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے احترام اور ادب کا تعلق اور اس نظام کو تقویّت دینا جماعت کی بقا کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

فرمایا اب میں شوریٰ سے متعلق ایسی باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو مجالس شوریٰ میں عموماً زیرِ بحث آتی رہنی چاہئیں۔ حقیقی مشورہ وہی ہے جو ضرورت کے مطابق از خود دِل سے پھُوٹے۔ فرمایا وہ ضرورتیں کونسی ہیں جن سے آپ کو دِل لگا لینا چاہیئے۔ جن کے نتیجہ میں صحیح مشورے اللہ تعالیٰ خود عطا فرمائے گا۔ فرمایا وہ ضرورتیں چند آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی ضرورت تالیفِ قلب کی ہے۔ جماعت کو کس طرح آپس میں محبت سے باندھے رکھنا ہے۔ تاکہ کہیں بھی کوئی تلخی پیدا نہ ہو۔ فرمایا اِس سلسلہ میں تجسُّس کی ضرورت نہیں بلکہ از خود ایسے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض باتیں جماعت میں ایسی راہ پا گئی ہیں جن سے آپس کی محبت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں ہمیشہ آپس میں اختلاف رہتا ہے۔ فرمایا بالعموم دُنیا میں جہاں کہیں جماعت کی ترقی رُکتی دکھائی دے ضرور اس جماعت میں ایسا نقص واقع ہُوا ہے جس سے ان کی ترقی رُک گئی ہے۔ وہ نقص تلاش کرنا بہت اہم بات ہے۔ اپنی مجلسِ شوریٰ میں ان باتوں کو پیش کرنا چاہیئے۔ لیکن اس میں بہت احتیاط کو مدِّنظر رکھنا چاہیئے۔

فرمایا مَیں تمام دُنیا کی جماعتوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ شوریٰ دِلوں کو باندھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور شوریٰ سے جتنا اعتماد اِنتظام اور جماعت میں پیدا ہوتا ہے، بہت کم دوسرے ذرائع سے پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جماعت کو آپس میں اکٹھا کرنے اور باہمی محبت کی حفاظت کرنے کے لئے ہر دِل کو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دِل کی نقل کرنی ہوگی۔ اور نرم ہونا پڑے گا۔ اور دِلوں کا ایک دُوسرے کے لئے نرم ہونا اور نرم رکھنا جماعت کی جمعیّت کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور جو دِل آپس میں بندھ جائیں شوریٰ دراصل ان کی شوریٰ ہوتی ہے۔ فرمایا یہی وہ بُنیادی جماعت احمدیہ کی شوریٰ کی صفات ہیں جن کی وجہ سے ساری دُنیا میں نظر دوڑا کر دیکھیں مجلسِ شوریٰ جماعتِ احمدیہ کی مثال دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے گی۔

فرمایا وہ چیز جس نے ہمیشہ آپ کی مجلسِ شوریٰ کو صالح رکھنا ہے وہ ایک دوسرے سے محبّت ہے۔ پس مجلسِ شوریٰ کی حفاظت کے لئے آپس کی محبّت کی حفاظت ضروری ہے۔ فرمایا تمام دُنیا کی مجالسِ شوریٰ کو یہ ہدایت ہے کہ اپنی شوریٰ کی رپورٹیں ہمیں بھجوایا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نرمی اور تالیفِ قلب کا بصیرت افروز ذکر کرتے ہُوئے حضور نے فرمایا کہ یاد رکھیں ایسا ہی کردار ہم نے اپنے معاشرے میں ادا کرنا ہے۔ شوریٰ سے پہلے دو اور نصیحتیں فرمائی گئی ہیں۔ ان کو پیشِ نظر رکھیں۔ بھائیوں سے عفو کا سلوک کریں۔ یعنی روزمرہ کی عام غلطیوں پر تلخی محسوس نہ کریں۔ اور اپنے پیار سے سمجھ کر نرمی کا سلوک جاری رکھیں۔ عفو کا تعلق ایسی کمزوریوں سے ہے جن کا زیادہ تر اثر آپ کی ذات پر پڑتا ہے۔ اگر ایسی کمزوریاں ہیں جو نظامِ جماعت میں رخنہ ڈالنے والی ہوں تو وہاں عفو کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

فرمایا جب تک آپ بُنیادی صفاتِ الٰہی کو نہ سمجھیں گے روزمرہ کے معاملات کو درست کر نہیں سکتے اور نہ نظامِ جماعت سے حقیقی تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ فرمایا عفو کا ایک محل اور موقعہ ہے۔ اس میں رہتے ہوئے ضرور عفو سے کام لینا چاہیئے۔

شوریٰ کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ مجلسِ شوریٰ میں بُنیادی باتوں کو ضرور پیشِ نظر رکھیں۔ اگر ان باتوں پر عمل کریں گے تو دیکھیں گے کہ اللہ کے فضل سے جماعت ہمیشہ زندہ رہے گی۔ فرمایا اس کے علاوہ روزمرہ کی باتیں ہیں تربیت کے نئے تقاضے ہیں۔ اصلاح و ارشاد کے بہت وسیع تقاضے اور اُمیدیں آپ سے وابستہ کی گئی ہیں۔ یہ سارے اُمور وہ ہیں جن کے متعلق آپ کو دن رات پریشانی لاحق ہونی چاہیئے۔ سوچتے رہنا چاہیئے کہ کیا طریق اختیار کریں کہ اپنے مقاصد کو توقع سے بھی بڑھ کر حاصل کر سکیں۔ پھر جو باتیں خود بخود آپ کے دِل سے پھُوٹتی ہیں ان پر مشورے ہونے چاہئیں۔

فرمایا مجالسِ شوریٰ کے فیصلے دراصل مشورے ہیں۔ فیصلہ اُس وقت بنتے ہیں جب امامِ وقت ان کو قبول کر لیتا ہے۔ اور جس شکل میں قبول کرتا ہے وہ فیصلے بنتے ہیں۔ پھر توکّل علی اللہ کا مضمون ہے۔ پھر پرواہ نہ کریں۔ لازماً انہیں فیصلوں میں برکت ہوگی۔

فرمایا یہ مضامین بار بار دُہرانے کے لائق ہیں۔ کیونکہ جماعت کی زندگی سے اور جماعت کی بقا سے اُن کا گہرا تعلق ہے ٭

فقہ احمدیہ کی نظرِ ثانی

فقہ احمدیہ کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ جو عبادات اور نکاح و طلاق اور وراثت کے مسائل پر مشتمل ہیں۔ بعض احباب کے توجّہ دلانے پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ نے ان پر نظرِ ثانی کا ارشاد فرمایا ہے۔

علماء سلسلہ، پرسنل لاء پر عبور رکھنے والے جماعت کے وکلاء و دیگر اہلِ علم حضرات سے التماس ہے کہ ہر دو جلد فقہ احمدیہ کا مطالعہ کر کے اُن میں سے جو حصہ قابلِ اصلاح خیال فرمائیں اس کی نشاندہی فرمائیں۔ لیکن محض اپنا ذاتی تبصرہ دے دینا کافی نہ ہوگا بلکہ اپنی رائے کی تائید میں شرعی دلائل مکمل تحریر فرمائیں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ احبابِ کرام ایک ماہ کے اندر اپنے تبصرے دفتر ناظم دارالافتاء ربوہ میں بھجوا دیں گے۔ (ناظم دارالافتاء)

نوٹ:- احبابِ کرام اس تعلّق میں اپنے مشورے بتوسط نظارت خدمتِ درویشان ربوہ بھی بھجوا سکتے ہیں۔

خطبہ جمعۃ المبارک

ہم اس سال میں داخل ہوئے ہیں جو آسمانی گواہیوں کا سال ہے زمین کی گواہیاں تو یہ لوگ رد کر بیٹھے ہیں

آپ دیکھیں گے کہ دن بدن اللہ تعالیٰ کے فضل کیسا اللہ تعالیٰ نے جو فضل پہلے سے بڑھ کر نشان کے ستارے تھے آسمان اور زمین کے رنگ بدل دیں گے

اگر ہر احمدی "خصاصۃ" اور مال کی محبت کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرے تو وہ مقام محفوظ ہے اسکو کوئی خطرہ نہیں

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵ فروری/تبلیغ ۱۹۹۴ء/۱۳۷۳ ہش بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا إِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَأْکُلُوْنَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ أَلِیْمٍ۔ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ۔ (التوبۃ ۳۴-۳۵)

پھر فرمایا

جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس کے مضمون میں داخل ہونے سے پہلے میں ایک اور بات کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کل کا دن جماعت کی تاریخ میں ایک بہت ہی روشن دن تھا یعنی ۱۳ رمضان۔ کل سے پورے سو سال پہلے قادیان کے افق پر اور وہ افق تک تک پھیلا ہوا تھا خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ تیرہ سو سال میں پہلی بار اس عظیم الشان پیش گوئی کا ظہور ہوا جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مہدی کی صداقت کا نشان تھا۔ وہ پیش گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت کا ایک عظیم نشان تھی اور اس کا ذکر اس حدیث میں ملتا ہے کہ

"إِنَّ لِمَھْدِیِّنَا آیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ"

(سنن دارقطنی۔ باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما)

اس پیشگوئی سے متعلق انشاء اللہ تفصیلی گفتگو تو بعد میں ہوگی لیکن چونکہ کل رمضان مبارک کی وہ تیرہ تاریخ تھی جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے عشاق کی نگاہیں آسمان پر حمد و شکر سے لبریز ہو کر اس حالت میں پڑتی تھیں کہ روحیں سجدہ ریز تھیں اور نظر اس آسمانی نشان پر تھی اور انتظار میں تھے کہ کتنے دن اور سورج کے گرہن کا نشان ہونے میں باقی ہیں۔ ایک ایک دن کاٹ کر کٹے اور پھر سورج کی وہ ۲۸ تاریخ پہنچی جس میں دن کے وقت سورج نے بھی گہنایا جانا تھا اور اس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظیم پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اگرچہ دنیا میں بہت سے مہدویت کے دعوے داروں کا ذکر ملتا ہے لیکن

ساری تاریخ کو کھنگال کر دیکھ لو ایک بھی دعوے دار ایسا نہیں

جس نے چاند اور سورج کے گرہنوں کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا ہو۔ جو دعوے کے بعد خود منتظر رہا ہو اور اس کے ماننے والے منتظر رہے ہوں کہ کب آسمان سے یہ نشان ظاہر ہوں گے اور ان کے دشمن بھی منتظر رہے ہوں کہ ان نشانات کے ظاہر ہونے سے پہلے یہ دعوے دار مر جائے اور ہم اپنی آنکھوں سے اس کا جھوٹا ہونا دیکھ لیں۔ یہ دوہری انتظار کی کیفیت تھی جو ۱۸۸۹ء سے شروع ہوئی جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باقاعدہ مہدویت کے دعوے کے بعد جماعت کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۱۸۹۴ء میں یہ پیشگوئی اپنی تمام کمال شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

ہم اس سال میں داخل ہوئے ہیں جو آسمانی گواہیوں کا سال ہے

زمین کی گواہیاں تو یہ لوگ رد کر بیٹھے ہیں اب آسمان سے گواہیاں اتر رہی ہیں اور ٹیلی ویژن کے ذریعے سب دنیا کا جماعت احمدیہ کے پیغام کو سننا بھی ایک آسمانی گواہی ہے اور یہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ اسی سال میں یہ دونوں باتیں اپنے درجہ کمال کو پہنچی ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کا جماعت جتنا بھی شکر ادا کرے اتنا ہی کم ہے مگر ان خوشیوں کے ساتھ کچھ کانٹے بھی تو ہیں، وہ کانٹے وہ ہیں جو دشمن کے دل کا عذاب ہے اور ہماری راہ کے کانٹے بن جاتے ہیں اور یہ پیشگوئی بھی لازماً پوری ہونی تھی کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ان غلاموں کے متعلق جنہوں نے آخرین میں ظاہر ہونا تھا خصوصیت سے یہ تمثیل پیش کی گئی تھی کہ ان کی مثال تو ایسے ہی ہے جیسے ایک بیج بویا جائے، اس بیج سے کونپل پھوٹے، پھر وہ اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو کر مضبوط ہونے لگے اور بہت خوش نما دکھائی دے۔ زراعت کرنے والے ہاتھ اور وہ بونے والے دل جنہوں نے اس کھیتی کو بویا تھا اس سے بہت خوشی محسوس کریں۔ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ وہ کھیتی اس شان کے ساتھ نشوونما پائے کہ بونے والوں کے دلوں کو خوشیوں سے بھر دے۔ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ مگر یاد رکھو کہ ان کے منکر ضرور غیظ و غضب میں مبتلا ہوں گے۔ ایک طرف اس کھیتی کی نشوونما دلوں کو خوشیوں سے بھر رہی ہوگی اور دوسری طرف ان کے دشمن اسے دیکھ دیکھ کر غیظ و غضب میں مبتلا ہوتے جائیں گے۔

پہلے زمینی ذرائع سے کام لے کر زمین میں ہونے والے نشانات کے منہ بند کرنے کی کوشش کی جاتی تھی اب آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ بند کر کے دکھاؤ۔ ان کا رستہ روک کر دکھاؤ۔ تم میں طاقت نہیں ہے کہ اس رستے کو روک سکو۔ پھونکوں سے اللہ کے جلائے ہوئے چراغ بھی کہیں بجھائے جاتے ہیں!!

تم نے ربوہ والوں کا چراغاں روک دیا مگر ربوہ کی طرف سے جو چراغاں ہم نے کل عالم کو دکھایا ہے اسے کس طرح روک سکو گے ؛ یہ وہ چراغ نہیں ہیں جو تمہاری پھونکوں سے بجھ سکیں۔ تمہارے سینے کی آگ بھی ظاہر ہوتی ہے اور دنیا دیکھتی ہے مگر وہ روشنی کے چراغ جو اللہ نے احمدیوں کے سینوں میں روشن کر دیئے ہیں اور تمام دنیا میں اس سے نور ہی نور پھیل رہا ہے ان کی راہ تم نہیں روک سکتے اور ان شمعوں کو تم نہیں بجھا سکتے۔ یہ آسمان سے نازل ہونے والے نور ہیں ان پر بندے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ پس اہل ربوہ کو اب خوش ہونا چاہیئے کہ پہلے تو ان کی خوشیوں کی آواز دبا دی جاتی تھی۔ اب وہ آواز نہیں دبے گی۔ اُن کی خوشیاں منانے والے سارے عالم میں ان کی طرف سے خوشیاں منائیں گے اور یہ خوشیوں کے دن بڑھنے والے ہیں پھیلنے والے ہیں روشن سے روشن تر ہونے والے ہیں۔ یہ وہ دن ہیں جو راتوں کو بھی دن بنا دیں گے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو ان تکلیفوں پر کسی غم اور دکھ کی ضرورت نہیں۔ یہ ہماری کامیابیوں کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ قرآن کو کیسے بدلا جا سکتا ہے۔ قرآن کی پیشگوئی ہے کہ تم جب جب آگے بڑھو گے تب تب دشمن کو تکلیف پہنچے گی۔ پس یہ تکلیف بھی ایک نشان ہے اور ہمارا آگے بڑھنا بھی ایک نشان ہے۔ اس راہ میں آگے سے آگے بڑھتے چلو۔ خدا کی تائید تمہارے ساتھ پہلے سے بڑھ کر قوت کے مظاہرے کر رہی ہے پہلے سے زیادہ بڑھ کر روشن نشان دکھا رہی ہے اس قافلے کا رخ اب آگے کی طرف اور بلندی سے بلند تر منازل کی طرف ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ جماعت پہلے سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے اور بڑھتی چلی جائے گی۔ رمضان مبارک میں دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عباد الشکور بنائے۔ جتنے احسان خدا کے نازل ہوئے ہیں حقیقت میں ہم مجسم شکر بن جائیں، ہمارا رُواں رُواں شکر ہو جائے تب بھی ان کا حق ادا نہیں ہو سکتا اور جو شکر، جتنا بھی ہم ادا کرتے ہیں وہ آسمان پر پھر قبول ہو رہا ہے اور پھر رحمتیں بن کر ہم پر برسنے والا ہے۔

پس یہ تو ایک ایسا دور ہے جو لامتناہی روحانی لذتوں کا دور ہے

اب تو نشے میں ڈوب کر آگے بڑھنے کا معاملہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ دن بدن اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فیض پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ اتریں گے اور آسمان کے رنگ، زمین کے رنگ بدل دیں گے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ہے۔ آپ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ آراء تبدیل کی جائیں گی۔ یہ رنگ بدلے جائیں گے اور دیکھیں انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن ایسا ہی ہوگا اللہ تعالیٰ ہم سب کو جو اس وقت زندہ ہیں اس خوشیوں کی زندگی میں آگے بڑھائے ہم اپنی آنکھوں سے یہ نشان پورے ہوتے دیکھیں اور ہماری آنکھیں ہمارے دل کے لئے مسرتوں کی بارش برساتی رہیں اور ہمارے دل اس سے سیراب ہوتے رہیں۔ قرآن کا محاورہ ہے۔ آنکھیں ٹھنڈی کرنا۔ میں نے جب آنکھوں کی بات کی تو میرے ذہن میں وہ آنکھیں ٹھنڈی کرنے کی بات تھی۔ میں نے سوچا کہ دل کے ٹھنڈا ہونے کا ذکر نہیں، آنکھوں کے ٹھنڈا ہونے کا ذکر ہے۔ اس سے یہ مضمون میرے ذہن میں ابھرا (جسے میں نے بیان کرنے میں شروع میں دقت محسوس کی) کہ یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جو طراوت بن کر دل پر اترا کرتی ہے اور اس سے دل اپنی پاتال تک سیراب ہو جایا کرتا ہے۔ پس قرآن کریم نے بہت ہی پیارا محاورہ استعمال فرمایا ہے کہ قرۃ عین نصیب ہو ایسی دعا مانگا کرو تو اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں اٰتنا لنا قرۃ عینک کے سامان فرما دیئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ پہلے

یہ بڑھتے چلے جائیں گے۔

اب میں اس آیت کے مضمون کی طرف آتا ہوں جسکی میں نے تلاوت کی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے۔

(... کثیرًا من الاحبار والرھبان لیاکلون أموال الناس بالباطل ...) بہت سے! ایسے دینی علم رکھنے والے اور بظاہر خدا کی یاد میں الگ ہو جانے والے پیر و فقیر یعنی علماء بھی اور پیر بھی ایسے ہیں کہ لوگوں کا مال باطل سے کھاتے ہیں اور باطل ذریعوں سے لوگوں کا مال کھانے والوں کی علامت کیا ہے؟ ... وَیصدّون عن سبیل اللہ۔) وہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ اس طرح وہ پہچانے جائیں گے۔ اور عجیب بات ہے کہ جماعت کے مخالفین کا رزق اللہ کے راستے سے روکنے میں رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم نے دوسری جگہ اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ کیا تم تکذیب میں اپنا رزق پاتے ہو۔ اس لئے تکذیب کرتے ہو کہ یہاں سے تمہیں رزق ملتا ہے۔ وہی مضمون ہے جسے یہاں باندھا گیا ہے کہ ایسے حرام مال کھانے والے تمہیں بظاہر نیک لوگوں میں ملیں گے، جبہ پوشوں میں علم کا دعویٰ کرنے والے خدا کی خاطر دنیا ترک کرنے والوں میں ملیں گے۔ مگر ان کی پہچان کیا ہوگی؟ وہ خدا کے راستے میں روکیں ڈالیں گے اور یہی ان کے اموال کے کھانے کا ذریعہ بن جائے گا۔ یہ بات اس میں مضمر ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور گروہ کا بھی ذکر فرمایا ہے وہ ہے۔ (والذین یکنزون الذھب والفضۃ ...) لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کمائی خود کرتے ہوں چاہے حلال ذریعے سے کریں چاہے حرام ذریعے سے کریں مگر مال کی محبت ایسی رکھتے ہیں کہ مال کو جمع کرنا ہی ان کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ وہ چاندی اور سونا جمع کرتے میں اپنی عمریں گنوا دیتے ہیں اور ان کی نشانی کیا ہے کہ یہ خدا کو ناراض کرنے والے ہیں؟ (... وَلَا ینفقونھا فی سبیل اللہ ...) یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہیں پاتے اور یہ وہ دونوں گروہ ہیں جو درحقیقت منکرین سے ہی تعلق رکھتے ہیں ... فبشرھم بعذاب الیم انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دے۔

یوم یُحمی علیھا فی نار جھنّم فتکوی بھا جباھُھُم وجنوبھم

جب ان کی پیشانیاں اس دولت سے جو جمع کی ہے داغی جائیں گی اور ان کے پہلو بھی اور ان کی پیٹھیں بھی۔

ھٰذا ما کنزتُم لِاَنفسکُم فذوقوا ما کنتُم تکنزون۔

یہ کچھ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ پس آج اس اندوختے کا مزہ چکھو جو تم اپنے حق میں جمع کرتے رہے ہو۔ یہ جو نتیجہ ہے یہ دونوں پر برابر صادق آتا ہے۔ دو الگ الگ گروہ بیان ہوئے۔

اب دیکھیں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سے کتنی مختلف ہے ان دونوں مثالوں پر غور کر کے دیکھیں۔ اس کا برعکس جماعت احمدیہ پر صادق آتا ہے وہ حرام کمائی نہیں کرتے اور اللہ کی راہ سے روکتے نہیں بلکہ اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ کی راہ کی طرف بلانے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اب یہ لوگ ان سے کتنے مختلف ہیں جن کا اس آیت میں ذکر گذر چکا ہے اور مال اور دولت کی محبت اس حد تک ان کے دلوں میں نہیں ہوتی کہ وہ اُسی سے دولتوں کے ڈھیر بنانے لگ جائیں اور اپنے لئے خزانے جمع کرنے لگیں مگر جب انہیں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف بلایا جائے تو اس میں تردد نہ کریں۔ جنت کے رستے چھوٹے اور عاجزی کے رستے ہیں اور حقیقت کے رستے ہیں سچائی کے رستے ہیں۔

لیکن ایک حصہ اس آیت کا بعض دفعہ مومنوں کی جماعت کے کمزور حصے پر کچھ نہ کچھ صادق آتا ہے۔ یہ دولت کا حصہ ہے۔ یہ دولت کمانے کا لازمی منفی نتیجہ ہے جو کسی نہ کسی حد تک انسان کو پہنچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دولت کی محبت کے نتیجے میں اس کو بڑھانے کی حرص

بڑھتی چلی جاتی ہے اور ایسے لوگ جب وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو بسا اوقات ان سے غلطی ہوتی ہے کہ اپنی توفیق کے مطابق نہیں کرتے جبکہ دوسری طرف غریب اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ نظارہ ہم نے بارہا دیکھا ہے۔ ابھی حال ہی میں جب ٹیلی ویژن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ عالمی نشان ظاہر فرمایا تو بغیر مانگے کے ازخود جماعت کے مخلصین نے جس طرح روپیہ نچھاور کیا ہے اور احمدی خواتین نے زیور قربان کئے ہیں۔

ایک عجیب روح پرور نظارہ ہے

اس کی مثال باہر دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے گی مگر اس کے ساتھ ہی ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جوں جوں دولت کی طرف بڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدا کے فضل سے کچھ ایسے انعام یافتہ لوگ بھی ہیں جو دولت میں بڑھنے کے باوجود خرچ میں بھی خوب آگے بڑھتے ہیں۔ مگر ایسے بھی ہیں کہ وہ خرچ تو کرتے ہیں مگر وہ جانتے ہیں یا خدا جانتا ہے کہ اس توفیق کے مطابق کیا ہے یا نہیں کیا۔ قرآن کریم نے اس کے لئے ایک ایسی پہچان رکھی ہے کہ آیا تم نے اپنی توفیق کے مطابق خرچ کیا ہے کہ نہیں پھر اس سے ہر شخص خود اپنی کیفیت کو جانچ سکتا ہے اور وہ پہچان یہ ہے وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وہ خرچ کرتے ہیں خواہ دل میں تنگی محسوس ہو رہی ہو یعنی خرچ کی خواہش کی تنگی نہیں، خرچ کرنے کے نتیجے میں کچھ تکلیف محسوس ہو رہی ہو۔ دوسری جگہ فرمایا وہ خرچ کرتے ہیں جبکہ مال کی محبت ان کی راہ میں حائل ہوتی ہے اور پھر بھی خرچ کرتے ہیں۔ اگر ایک شخص اتنا خرچ کرے کہ مال کی محبت کو نقصان نہ پہنچ رہا ہو تو وہ خرچ جو ہے وہ توفیق سے کم ہے اگر اتنا خرچ کرے کہ مال کی محبت کو زک پہنچے اور تکلیف محسوس ہو رہی ہو کہ یہ تو میرا جمع کیا ہوا اندوختہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے فلاں جگہ میں اسے دوبارہ تجارت میں لگا سکتا تھا اور اتنا زیادہ روپیہ اپنے مال سے نکالنا شاید میرے لئے نقصان کا موجب ہو جہاں یہ فکروں کی حد شروع ہوتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان آیات کی حد ختم ہو جاتی ہے جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ ان کو اس حد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

پس ہر احمدی کو اپنے نفس کو اس طرح جانچنا چاہئے

کہ جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے وہ اس طرح خرچ کرتا ہے کہ نہیں کہ "خصاصۃ" کے باوجود پھر بھی خرچ کر رہا ہو اور مال کی محبت حائل ہو رہی ہو اور پھر بھی خرچ کر رہا ہو اگر وہ اس طرح خرچ کرتا ہے تو وہ مقام محفوظ پہ ہے اس کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

اس مضمون کا رمضان مبارک سے بھی خصوصیت سے تعلق ہے اور جنت میں داخل ہونے سے بھی اس کا ایک خصوصیت سے تعلق ہے اور چونکہ رمضان جنت کے دروازے کھولے ہوئے ہمارے پاس آیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہم سب کی زندگیوں میں یہ دروازے کھل رہے ہوں گے۔ اس لئے آج میں اس مضمون کو نسبتاً زیادہ کھول کر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۝

(سورۃ الاعراف، آیت ۴۱)

کہ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے جھٹلا دیا ہماری آیات کو اور تکبر سے کام لیا ان سے واستکبروا عنہا یعنی ان سے منہ موڑا تکبر کے باعث لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ اور ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

اب یہی مضمون ہے جسے مسیح علیہ السلام نے ایک رنگ میں بیان فرمایا ہے اور بات وہی ملتی جلتی کہی ہے۔

"یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولت مند کا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونا مشکل ہے۔"

یہاں متکبر کی بجائے دولت مند کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

"دولت مند کا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونا مشکل ہے اور پھر تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے زیادہ آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔ شاگرد یہ سن کر بہت ہی حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ پھر کون نجات پا سکتا ہے؟ یسوع نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا لیکن خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔"

(متی باب ۱۹ آیات ۲۳ تا ۲۶)

پہلی بات جو اس میں قابل غور ہے کہ مثال دونوں جگہ ایک ہی دی گئی ہے کلام الٰہی ہے جو مسیح پر نازل ہوتا ہے تو اس مثال کو خاص رنگ میں پیش فرماتا ہے اور جب ہر مذہب درجہ کمال کو پہنچتا ہے اور خاتم النبیین دنیا میں تشریف لاتے ہیں ان کے سامنے یہی مثال ایک مختلف رنگ میں رکھتا ہے۔ کیا ان دونوں میں کوئی قدر مشترک ہے؟ پہلی بات تو یہ سوچنے کے لائق ہے۔ اور قدر مشترک یہ ہے کہ تکبر جس کے خلاف سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا گیا ہے انسان کے اس فرضی حجم کو کہتے ہیں جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا انسان اپنے آپ کو بڑھا لیتا ہے اپنی دانست میں اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اور ہوتا نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے جیسے ایک چھوٹی سی کیڑی جو سوئی کے ناکے سے گزر سکتی ہو۔ لیکن اتنا پھلائے اپنے آپ کو کہ اونٹ کے برابر ہو جائے۔ ایسی کیڑی کا اس ناکے میں سے گزرنا ناممکن ہے جب تک وہ اپنے آپ کو اونٹ سمجھتی رہی ہو یا دنیا کو دکھاتی رہی ہو کہ میں اونٹ جیسی ہوں۔ اور یہ فرضی حجم جو ہے یہ اس کی راہ میں ہمیشہ حائل رہے گا۔

اور مسیح کو جو تمثیل دی گئی ہے وہ دولت مند کی ہے۔ دولتمند بھی موٹا ہو جاتا ہے اور دو رنگ میں موٹا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ جمع کرنے کا شوق اتنا بڑھتا جاتا ہے کہ وہ اپنا مالی حجم بڑھانے میں ساری عمر ضائع کر دیتا ہے اور جب تک وہ پھولتا رہے اور پھیلتا رہے اس وقت تک اس کو اطمینان نصیب رہتا ہے۔ جہاں یہ سفر ختم ہو وہیں اس کے لئے عذاب شروع ہو جاتا ہے تو اس کی جنت ہی اس کے پھولنے اور پھیلنے میں ہے یعنی مالی لحاظ سے بڑھنے میں ہے اور ایسے شخص کے متعلق یہ فرمایا گیا ہے مسیح کو کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

قرآن کریم کی جو مثال میں نے "کنز تم" والی دی ہے اس میں بھی دراصل یہی مضمون ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ جو مال جمع کرتے ہیں وہ کیوں جنت میں داخل نہیں ہوں گے؟ اس لئے کہ جنت کے رستے چھوٹے اور عاجزی کے رستے ہیں اور حقیقت کے رستے ہیں سچائی کے رستے ہیں۔ اپنی تمناؤں سے جو جھوٹی شخصیت تم اپنی بنا بیٹھے ہو اس جھوٹی شخصیت کا اس تنگ رستے سے داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جو تمثیل بتائی گئی ہے وہ چونکہ بالکل صحیح انہی الفاظ میں محفوظ ہے جن میں خدا نے آپ سے فرمائی۔ اس لئے اس میں ایک زیادہ حکمت کی بات دکھائی دیتی ہے اور مسیح کو جو تمثیل بتائی گئی ممکن ہے وہ بھی ایسے ہی الفاظ میں بتائی گئی ہو مگر بعد میں کچھ تبدیلی واقع ہو گئی ہو۔ لیکن ایک بنیادی فرق

سے جسے میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں وہ فرق یہ ہے کہ مسیح کو یہ کہا گیا ہے یعنی مسیح علیہ السلام کی طرف یہ بات منسوب ہوئی ہے کہ:

"اور پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے زیادہ آسان ہے۔"

یہ فرمایا گیا ہے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا زیادہ آسان ہے۔ دولت مند کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا ممکن نہیں۔ اس سے زیادہ مشکل ہے۔

اب یہ جو تمثیل ہے یہ کلیۃً ہر دولت مند کو ہمیشہ کے لئے مایوس کرنے والی ہے۔ اس کے لئے کوئی نجات کا رستہ نہیں چھوڑتی لیکن قرآن کریم نے جو تمثیل تکبر کے تعلق میں بیان فرمائی ہے اس میں فرمایا ہے۔

"یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گذر جائے" یعنی اس کے گذر جانے کا امکان موجود ہے۔ تلاش کرو وہ کونسا رستہ ہے اور تکبر کے تعلق میں رستہ، عجز کا رستہ ہے، انکسار کا رستہ ہے، اپنی حقیقت کو پہچاننے کا رستہ ہے۔ جب تکبر چھوڑ کر انسان عجز میں داخل ہوتا ہے تو اپنے آپ کو وہ کیڑا سمجھنے لگتا ہے جس کا ہر باریک سوراخ سے نکلنا آسان ہو جاتا ہے۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ ہے اس کا جواب۔ تکبر کے مقابل پر وہ کیا چیز ہے جو انسان اختیار کرے تو پھر واقعتاً سوئی کے ناکے سے گذر جائے گا۔ پس

قرآن کریم کا عجیب کلام ہے حیرت انگیز فصاحت و بلاغت پر مشتمل۔

اور کیسے کیسے گہرے حکمتوں کے راز ہمیں سمجھاتا ہے۔ ہم پر روشن کرتا ہے۔

اپنے گھروں کی حالت درست کریں ان کے حقوق ادا کریں پھر اپنے گردو پیش پر نظر ڈالیں۔ اپنے غریب بھائیوں اور ہمسایوں کے حقوق ادا کریں۔

پس امیروں کے لئے اگر انہوں نے واقعتہً جنت کی طمع رکھنی ہے اور امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو جنت میں داخل فرمائے گا، رمضان مبارک یہ پیغام لے کے آیا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں اور آپ کی پیروی میں جو پہلے خرچ کرتے تھے اس سے بہت زیادہ خرچ کرو اور اپنے نفس کو چھوٹا کرنے کی کوشش کرو۔ اپنی حرصوں کو کم کرو کیونکہ جب تک تمہارا طمع کا وجود تمہیں نہیں چھوڑتا اس وقت تک تمہارا بدن ہلکا نہیں ہو سکتا اور تم چھوٹے نہیں ہو سکتے

یہ رمضان اس پہلو سے ہر انسان کے لئے ایک پیغام لے کے آیا ہے۔ جسموں کے لئے بھی یہ زائد چربیوں کے پگھلانے کے دن ہیں وہ جو تن آسان ہیں اور امیر کھا کھا کر موٹے ہو جاتے ہیں اور کام کی توفیق کم ملتی ہے ان کے لئے بھی یہ رمضان ایک خوشخبری لے کے آیا ہے۔ ان بیماروں کے لئے بھی لایا ہے جو کم کھانے کے باوجود پھر بھی موٹے ہو جاتے ہیں۔ یہ پتلا کرنے والا مہینہ ہے پس اگر یہ چربی جو روحانی طور پر کسی انسان پر چڑھی ہے اسے گھلانا ہے تو رمضان وہ گرمی لے کر آیا ہے جو اس چربی کو پگھلا دیتی ہے۔ اگر جسمانی چربی کو کم کرنا ہے تو روزے اس میں تمہارے ممد ہوں گے اور تمہیں پہلے سے بہتر حال میں چھوڑ دیں گے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا۔ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

"ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے اس کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔" (ابن ماجہ)

اب اسے صرف روح کی زکوٰۃ نہیں فرمایا۔ روح کی زکوٰۃ بھی ہے مگر یہاں خصوصیت سے جسم کی زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے یہ جامع الصغیر سے لی گئی ہے۔ "صُوْمُوا تَصِحُّوا" اگر تم صحت مند ہونا چاہتے ہو تو روزے رکھو۔ تمہاری ضرورت سے زائد چربیاں پگھلیں گی اور ہلکا بدن اختیار کرنے کی توفیق ملے گی۔

پھر فرمایا:

"صبر کے مہینے یعنی رمضان کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت دور کرتے ہیں۔" (جامع الصغیر)

رمضان تو خود گرمی کا نام ہے پھر یہ سینے کی گرمی اور کدورت کیسے دور کرتا ہے۔ اگر خالصۃً طبی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو کولیسٹرول (CHOLESTEROL) کو کم کرتا ہے جو سینے کی جلن کا موجب بنتا ہے جب وہ خون کی نالیوں میں بیٹھتا ہے اور اس کے نتیجے میں نالیاں تنگ ہوتیں اور خون دل تک صحیح مقدار میں پہنچتا نہیں ہے۔ تو سینے میں ایک آگ سی لگ جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان سے یہ فائدے بھی اٹھاؤ۔ تمہارے سینے میں جو جلن ہوتی ہے کوئی اس کو ہارٹ برن HEART BURN کہہ رہا ہے کوئی انجائنا (ANGINA) کی وجہ سے جل رہا ہے کئی قسم کی بیماریاں سستیوں کے نتیجے میں انسان کو لاحق ہو جاتی ہیں فرمایا ہر دفعہ رمضان کی بھٹی سے نکلو گے تو تمہاری ضرورت سے زیادہ چربیاں پگھلیں گی اور تمہارے سینوں کو سکون ملے گا اور ٹھنڈ نصیب ہوگی اور روحانی لحاظ سے بھی یہ تینوں چیزیں اپنی جگہ صحیح طور پر صادق آ رہی ہیں اور اطلاق پاتی ہیں۔ ہر چیز کو پاک کرنے کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے۔ رمضان جسم کے ظاہر و باطن کی زکوٰۃ ہے یہ مراد ہے۔ یہ عجیب مہینہ ہے کہ ظاہری طور پر بھی جسم کی زکوٰۃ بن رہا ہے، اور روحانی طور پر بھی جسم کی زکوٰۃ بن رہا ہے یعنی اس کے لئے روحانی طور پر جو چربیاں چڑھی ہوئی ہیں وہ پگھلانے کے دن ہیں اور مال اور دولت جمع کرنے کے برعکس رمضان مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت جو بہت کثرت سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف ہمیں بلاتی ہے یہ اس روحانی چربی کا علاج ہے۔ اس سے انسان کے اندر کئی قسم کی جو میلیں جمع ہو جاتی ہیں دنیا کی محبت کی، وہ صاف ہوتی ہیں اور انسان پھر ایک سال کے لئے نسبتاً ہلکے روحانی اور جسمانی بدن کے ساتھ دنیا میں لوٹتا ہے اور اگلے رمضان کی انتظار کرتا ہے۔ کچھ ایسے ہیں جو کوشش کر کے اپنے آپ کو اسی حالت پر قائم رکھتے ہیں۔ کچھ ہیں جو پھر طبعاً واپس لوٹتے ہیں اور پھر اگلا رمضان آتا ہے اور ان کے لئے سب برکتیں لے کر آتا اور بہت سی برکتیں پیچھے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اب صرف پندرہ سولہ دن باقی ہیں اس لئے جماعت کو چاہیئے کہ اس پہلو سے بھی رمضان سے استفادہ کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

یہ جو خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے یہ کئی طرح سے ہے۔ بنیادی طور پر تو پہلے نیت درست اور صحت مند ہونی چاہیئے کہ جو میں خرچ کر رہا ہوں اللہ کی خاطر کر رہا ہوں۔ اس ضمن میں ایسے لوگوں کے لئے بھی موقع ہے حالانکہ بہت چھوٹی سی بظاہر بات ہے، جو اپنی بیویوں اور بچوں سے کنجوسی کرتے ہیں اور طبعاً کنجوس واقع ہوئے ہیں۔ اگر رمضان مبارک میں ان کو خیال آئے کہ اللہ نے کہا ہے خرچ کرو تو ہم گھر سے کیوں نہ شروع کریں۔ بیوی بچوں کو بھی کچھ سہولت دیدیں۔ تو بظاہر یہ بیوی بچوں پر خرچ ہے مگر خدا کی خاطر اور حضرت ہیں کہ خدا راضی ہو اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالو گے تو عبادت بنا ہے تو یہ

نیکی گھر سے شروع ہو تو دیکھو کتنے گھروں کے حالات سدھار دے گی۔

کیونکہ مجھے یہ اطلاعیں، ملتی رہتی ہیں بعض لوگ طبیعت کے درشت ہوتے ہیں سخت مزاج اور بیوی بچوں کو کافی تنگی ڈالتے ہیں اور خود باہر نکلتے ہیں اور باہر ہوٹلوں، دوٹلوں میں جا کے کھانا کھاتے ہیں یا دوستوں میں بیٹھ کر اپنے چسکے پورے کر لیتے ہیں اور گھر میں وہی بے چاری سوکھی دال روٹی جس سے زیادہ کی توفیق ہے خاوند کو لیکن بیوی کو نہیں دیتا۔ تو یہاں سے شروع کریں نا خرچ پہلے

اپنے گھروں کی حالت درست کریں ان کے حقوق ادا کریں پھر اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیں۔ اپنے غریب بھائیوں اور ہمسایوں کے حقوق ادا کریں۔ وہ جو ضرورت مند دنیا میں تکلیفوں میں مبتلا ہیں۔ کشمیر کے مظلوم ہوں یا بوسنیا کے مظلوم ہوں، ان کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ کریں۔ صدقات کے لئے ہاتھ کھولیں۔ چندوں میں آگے بڑھیں اور زکوٰۃ اگرچہ ان معنوں میں فرض نہیں ہے جن معنوں میں قرآن کریم میں مذکور ہے جن حالات میں وہ فرض ہے وہ حالات آج کل ویسے صادق نہیں آرہے اس لئے آج سے ان معنوں میں وہ فرض نہیں رہی لیکن زکوٰۃ بھی ایک ایسی چیز ہے جس کو لفظاً بھی اگر پورا کیا جائے تو ایک بڑی نیکی ہے۔

کیوں میں نے کہا ہے کہ ان حالات میں موجودہ حالات میں اس طرح صادق نہیں آرہی اس کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ اصل میں اڑھائی فیصد چندے کا نام ہے اور زکوٰۃ کے مصارف میں ٹیکس بھی ہیں، حکومت کے کام بھی ہیں، ملکی مفادات کے کام بھی ہیں اور غریبوں پر خرچ بھی ہے، خدمت دین بھی ہے۔ آجکل جو حکومتیں ٹیکس لیتی ہیں وہ دنیاوی حصہ تو اتنا زیادہ وصول کر لیتی ہیں کہ جن سے وصول کرتی ہیں بعض دفعہ وہ زکوٰۃ کے محتاج بن جاتے ہیں بے چارے، اگر وہ دیانتداری سے ادا کریں تو۔ اس لئے جہاں تک ٹیکسوں کا معاملہ ہے وہ حق تو حق سے بڑھ کر ادا ہو گیا اور جہاں تک دینی ضروریات کا تعلق ہے جماعت اتنا خرچ کر رہی ہے کہ ڈھائی فیصدی کو تو اپنے سے بہت نیچے دیکھتی ہے۔ ایسے چندہ دہندہ ہیں جو ساڑھے چھ فیصدی باقاعدہ دے رہے ہیں پھر اس کے علاوہ خدا کے فضل کے ساتھ دس فیصدی بھی دے رہے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر ہر اپیل پر، ہر قربانی کے رستے پر ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہوئے خرچ کرتے ہیں تو اس لئے یہ نہیں میں کہہ رہا کہ زکوٰۃ واجب نہیں رہی ان معنوں میں وہ اطلاق نہیں پا رہی کہ زکوٰۃ میں جتنا خرچ کرنے کی اللہ مومن سے توقع رکھتا ہے۔ اسی کے فضل سے اسی کی دی ہوئی توفیق سے، جماعت احمدیہ اس سے بہت زیادہ انہی نیک کاموں پر خرچ کر رہی ہے۔ خواہ وہ حساب زکوٰۃ کا لگائے یا نہ لگائے زکوٰۃ تو دے رہی ہے

لیکن بعض دفعہ یہ بھی لطف آتا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں طریق رائج تھا اسی طریق کے مطابق بھی ہم بھی کچھ دیں اور اس طریق پر عمل کرنے کے لئے خصوصیت سے ان لوگوں کے لئے رستہ کھلا ہے جو اپنے تجارتی اموال ایک لمبے عرصے تک اپنے پاس روک کر رکھتے ہیں یا بہت دیر تک اپنے بینک بیلنس میں رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصاب کا ایک سال گذر جاتا ہے یا وہ عورتیں ہیں جن کے پاس زیور پڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنے غریب بہن بھائیوں کے استعمال میں ان کو لاتیں اور اپنی خوشیوں میں یعنی زیور پہننے کی خوشیوں میں ان کو شریک نہیں کرتیں ان پر بھی یہ زکوٰۃ عائد ہوتی ہے تو باوجود اس کے کہ وہ ٹیکس بھی زیادہ دے رہے ہیں باوجود اس کے کہ وہ چندے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ جماعت میں ایک طبقہ ایسا ضرور ہے جو زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی میری تحریک کے وہ طبقہ از خود زکوٰۃ دیتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جب مجھے رپورٹیں ملتی ہیں اور میں نظر رکھتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ ہر سال اللہ کے فضل سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور باہر کے ملکوں میں بھی ہے۔ تو میں اس واسطے دوبارہ آج یاددہانی کرا رہا ہوں کہ وہ لوگ جن کا ذہن اس طرف نہیں جاتا اور اپنے دل کو جائز طور پر مطمئن کر لیتے ہیں، ناجائز طور پر نہیں۔ کہ ہم نے حکومت کے حق بھی ادا کر دیئے اور قرآن نے جو نافذ کئے اس سے بڑھ کر ادا کئے۔ اللہ کا حق بھی اور اس کے بندوں اور غریبوں کا حق بھی ادا کیا۔ اور جیسا کہ قرآن چاہتا تھا اس کے کم سے کم مقرر کردہ معیار سے بہت بڑھ کر ادا کیا۔ یہ کہہ کر دلوں کو مطمئن کرتے ہیں مگر اگر ان سے یہ سوال کیا جائے کہ کبھی زکوٰۃ دی ہے کہ نہیں تو زکوٰۃ کے وقت ہمیشہ ذہن میں وہی اڑھائی فیصد آئے گا اور انہی شرائط کے ساتھ آئے گا جن شرائط کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس پر عمل ہوتا تھا تو تبرک کے لئے برکت کی خاطر اور اپنی نیکی کی خواہشات کو ایک اور رنگ میں پورا کرنے کی خاطر ایک اور رنگ میں ان خواہشات کی پیاس بجھانے کی خاطر زکوٰۃ کو بھی پیش نظر رکھیں۔

پس ہر طرح سے بدن کی بھی زکوٰۃ دیں اور اپنے دل اور روح کی بھی زکوٰۃ دیں اپنے سارے وجود کی زکوٰۃ دیں اور یہ زکوٰۃ دینے کے بعد جیسا کہ زکوٰۃ کے مفہوم میں شامل ہے۔ انسان کے کچھ بوجھ گر جاتے ہیں اور کچھ طاقتیں بڑھ جاتی ہیں۔

زکوٰۃ کے نتیجے میں دو باتیں بیک وقت ظاہر ہو رہی ہوتی ہیں۔

ایک یہ کہ بوجھ کم ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان کی اعصابی قوتیں اور اسکی عضلاتی قوتیں بڑھ رہی ہوتی ہیں تو رہروان سے جب ایسے وجود نکلتے ہیں تو چونکہ کم بوجھ لے کر آگے بڑھنا ہے رفتار ویسے ہی تیز ہو جاتی ہے مگر چونکہ جسمانی اور روحانی طاقتوں میں اضافہ ہو چکا ہوتا ہے اس لئے پہلے سے کئی گنا زیادہ تیز رفتار آگے بڑھ جاتی ہے۔ پس یہ بہت ہی اچھا نسخہ ہے دینی اور دنیاوی طور پر ترقیات کی راہ پر پہلے سے زیادہ تیزی سے گامزن ہونے کا کہ رمضان سے رمضان کی زکوٰۃ دیتے ہوئے گزریں۔

ایک اور حدیث ہے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت اور بھی زیادہ ہو جاتی تھی اور جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ان دنوں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ سخاوت فرمایا کرتے تھے۔" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کی روح کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔"

آپ میں سے اکثر جو عربی نہیں جانتے وہ اس بات کو سمجھ نہیں سکے ہوں گے کہ مل کر کیسے رمضان ہوا۔ اس لئے کہ رمض کا مطلب ہے گرمی اور رمضان کے معنی ہیں دو گرمیاں۔ تو فرمایا کہ رمضان میں ان دونوں گرمیوں کا ملنا ضروری ہے تب رمضان بنے گا اور یہ وہی بات ہے جو میں اس سے پہلے آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں کہ جسمانی زکوٰۃ بھی دیں اور روحانی زکوٰۃ بھی دیں تو تب جا کر یہ صحیح معنوں میں رمضان بنے گا یعنی دونوں گرمیاں آپ کو نصیب ہوں گی۔

" اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے) کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔"

فرمایا رمضان تو ساری دنیا کے لئے ہے اور ٹھنڈے علاقوں کے لئے بھی ہے اگر یہ حکمت بیان کی جائے اس لئے رمضان کہتے ہیں کہ گرمیوں میں آیا تو ویسے ہی درست بات نہیں ہے اور جہاں تک میں نے پرانی تقویم کے ذریعے اس زمانے کا حساب لگایا ہے

جب رمضان فرض ہوا ہے تو وہ تو گرمیوں کے روزے ہی نہیں تھے وہ تو سردیوں کے روزے بنتے ہیں مثلاً رمضان بدر میں مارچ کے مہینے میں آیا ہے اور اس کے بعد جوں جوں آگے بڑھتے ہیں فتح مکہ کی طرف یہ سردیوں کی طرف مائل رہا ہے نہ کہ گرمیوں کی طرف اس لئے پتہ نہیں کیوں پرانے بزرگوں نے یہ لکھ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گرمیوں کے مہینے میں اترا ہی نہیں ہے یعنی رمضان کی فرضیت گرمیوں کے مہینے میں نہیں۔ ہوئی۔ زیادہ سے زیادہ اسے اپریل کا مہینہ کہہ سکتے ہیں اس سے آگے نہیں۔ اس لئے وہ چونکہ ملک ویسے ہی گرم ہے بعض دفعہ ہمارے ملک میں بھی (پاکستان میں بھی) مارچ اپریل میں بڑی سخت گرمی ہو جاتی ہے تو جہاں گرمیوں کی روایتیں ہیں جیسے سفر کے موقع پر شاید اس سے اندازہ لگا کر بعض لکھنے والوں نے لکھ دیا کہ گرمیوں کے مہینے میں رمضان آیا ہو گا۔ مگر آپ حساب لگا کے دیکھ لیں رمضان شروع ہی گرمیوں کے مہینے ختم ہونے کے بعد سردیوں کے مہینوں کے آغاز میں ہوا ہے۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ویسے ہی اس دلیل کو رد فرما رہے ہیں۔ رمضان ساری دنیا کے لئے ہے۔ دنیا میں بہت ٹھنڈے ملک بھی ہیں بہت گرم ملک بھی ہیں اس لئے اس کے روحانی معنوں کو تلاش کرو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

”روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد اوّل ص ۲۰۹)

یعنی خصوصیت سے وہ حرارت جس سے باہر پڑے ہوئے پتھر گرم ہو جاتے ہیں اس کے لئے بھی لفظ رمضان عربی میں استعمال ہوتا ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ ایسے موقع پر ہر قسم کے انسان اس سے گرمی پاتے ہیں یا روحانی طور پر فیض پاتے ہیں۔ یعنی جو لوگ مزاج کے پتھر دل بھی ہوتے ہیں جو سخت دل بھی ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رمضان کے مہینے کا کچھ نہ کچھ فیض ان کو بھی پہنچ جاتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن“ (کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔“ (ملفوظات جلد چہارم ص ۲۵۶)

ہر احمدی کو اپنے نفس کو اس طرح جانچنا چاہیئے کہ جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے وہ اس طرح خرچ کرتا ہے کہ نہیں کہ ”خصاصۃ“ کے باوجود پھر بھی خرچ کر رہا ہو۔ اور مال کی محبت حائل ہو رہی ہو اور پھر بھی خرچ کر رہا ہو اگر وہ اس طرح خرچ کرتا ہے تو وہ مقام محفوظ ہے۔ یہ بہت ہی اہم اقتباس ہے اور یہ میں مزید کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کلام فرماتے ہیں یہ گہرے ذاتی تجربے سے بیان فرما رہے ہیں کوئی سنی سنائی بات نہیں ہے بلکہ اس کی طرز بتاتی ہے کہ ایک صاحب تجربہ ہے جو ایک بہت ہی عمدہ راز کو پا گیا اور اس راز میں دوسروں کو شریک کرنے کے لئے بلا رہا ہے۔

تنویر قلب کیا ہوتی ہے؟ فرمایا کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صوفیاء نے تو اتنا کہا ہے کہ یہ تنویر قلب کا مہینہ ہے۔

تنویر قلب سے مراد ہے دل روشن ہو جائے۔

پس مکاشفات ہوں، سچی خوابیں آئیں یا الہامات ہوں یہ ساری تنویر قلب کی علامتیں ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر مزید یہ فرمایا ہے۔ ”صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے“ یہ پہلے ہونا ضروری ہے تنویر قلب یونہی نہیں حاصل ہو جایا کرتی۔ پہلے عبادتوں کو درست کرو اور نماز پڑھو تو وہ دل کا تزکیہ کرتی ہے۔ اس کو پاک کرتی ہے۔ کس طرح پاک کرتی ہے؟ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جاتا ہے۔ اِنَّ الصَّلوٰۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ کا مضمون ہے جو بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب تک فحشا اور بغی و منکر سے تم باز نہیں آتے اس وقت تک تم تنویر قلب کہاں سے حاصل کرو گے۔ وہ تو بعد کا مقام ہے اور فرمایا نماز پہلے یہ تزکیہ کا کام کرتی ہے۔

پس رمضان مبارک میں نماز کی طرف خصوصیت سے توجہ دینی ضروری ہے اور ایسی نماز پڑھنی چاہیئے جس کے نتیجے میں انسان اپنے بدن سے برائیاں جھڑتے ہوئے دیکھ لے۔ اپنی روح کے بدن کو پہلے کی نسبت ہلکا ہوتا ہوا دیکھ لے۔ اور ہر انسان اگر بالارادہ طور پر نگاہ رکھے کہ میں دیکھوں مجھے رمضان میں نمازوں نے کیا فائدہ پہنچایا تو اس کے لئے اس کی پہچان ناممکن نہیں ہے بلکہ آسان ہے۔ اس لئے اس بالارادہ کوشش میں داخل ہو جائیں۔ یعنی رمضان میں جتنے دن باقی ہیں ان میں نمازیں پڑھتے ہوئے جب نماز کے مضمون پر غور کریں گے تو اس وقت آپ کو سمجھ آئے گی کہ جو کچھ آپ خدا سے مانگ رہے ہیں آپ کا عملی قدم اس طرف نہیں ہے کہتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم کتنی دفعہ پڑھتے ہیں؟ ہر نماز میں ہر رکعت میں لازماً پڑھنا پڑھتا ہے اور کہتے ہیں اے خدا ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ صراط مستقیم ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام نازل فرمائے نہ کہ ان لوگوں کی جو صراط مستقیم پر چلنے کے باوجود غضب کا مورد بن گئے یعنی اس صراط کے حق ادا نہ کئے۔ آغاز میں ان کو اس راہ پہ ڈالا گیا مگر اس راہ کے حقوق ادا نہ کرنے کے نتیجے میں وہ مغضوب ہو گئے۔ ولا الضالین اور نہ ان کا رستہ جو اس راہ کو ہی چھوڑ بیٹھے اور گم گشتہ راہ ہو گئے۔ اب سوال یہ ہے اتنی بڑی دعا کچھ تقاضے بھی کرتی ہے کہ نہیں۔ ایک انسان جب یہ سوچے کہ منعم علیہ گروہ تھے کون؟ وہ کون لوگ تھے جن پر اللہ کی طرف سے انعام نازل ہوئے اور پھر اس مضمون کو اپنی ذات پر صادر کر کے دیکھے کہ مجھ میں وہ کتنی علامتیں پائی جاتی ہیں اور پھر مغضوب علیہم کا تصور کرے۔ بگڑے ہوئے یہودیوں کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ کیا کیا ان میں برائیاں تھیں۔ اگر اس وقت کی تاریخ آپ کے سامنے نہیں تو اس زمانے کی تاریخ تو ہے نا؟ کیونکہ

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمارے لئے یہ مضمون آسان کر دیا ہے

فرمایا میری امت بھی، جو لوگ میری طرف منسوب ہوتے ہیں ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ یہود کے زیادہ مشابہ ہو جائیں گے اور ایسے مشابہ ہو جائیں گے کہ جیسے ایک جوڑے کی ایک جوتی اس جوڑے کی دوسری جوتی کے مشابہ ہوتی ہے۔ تو وہ علامتیں یہاں دیکھ لیجئے اس میں کونسی مشکل ہے۔ جو آج کل کی بگڑی ہوئی مسلمان سوسائٹی میں جہاں جہاں خرابیاں پائی جاتی ہیں ان کو دیکھنا اور پہچاننا کوئی مشکل کام تو نہیں ہے ان میں جھوٹ ہے ان میں دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ ان میں حرص و ہوا کی خاطر جھوٹے مقدمات بناتے ہیں۔ ان میں گواہیوں کے وقت جھوٹ بولنا ہے۔ حرص و ہوا کا اتنا غلبہ کہ جائز ناجائز کی تمیز بالکل اٹھ جائے اور جھگڑے کرنا اور گالی گلوچ کرنا اور تکلیفیں دے کر لذت محسوس کرنا اور اس بات پر فخر کرنا کہ ہم سے بڑا جھگڑالو کوئی نہیں۔ ہم بڑے کمینے لوگ ہیں ہم ایسا کریں گے اور وہ کریں گے۔ یہ چند ایک علامتیں ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ کون ان سے ناواقف ہے۔

اور غیر المغضوب علیہم کہتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے ان علامتوں میں سے کوئی نہیں چھوڑنی۔ اے اللہ لگانے زور بنانے ہمیں نیک۔ ہم نے نہیں ہٹنا اس بات سے۔ یہ کیسی دعا ہے۔ یہ تو گستاخی ہے۔ اس لئے جب بھی آپ یہ دعا کرتے ہیں تو سوچیں تو سہی کہ کون کونسی باتیں پائی

آپ میں پائی جاتی ہیں۔ شروع شروع میں چند دکھائی دیں گی کیونکہ یہ اندھیرے کا مضمون ہے۔ جب روشنی سے اندھیرے کمرے میں جاتے ہیں تو ایک دم تو نہیں سب کچھ دکھائی دیتا۔ آہستہ آہستہ دکھائی دیتا ہے تو پہلے آپ کو بعض موٹی موٹی برائیاں نظر آئیں گی کہ ان سے بچنا ہے۔ جب وہ دیکھ لیں گے اور پہچان لیں گے اور دعا میں شامل کر لیں گے تو آپ کی پاک نیت اس دعا کی قبولیت میں مددگار ہو جائے گی اور اس کے نتیجے میں وہ برائیاں دور کرنا بہت زیادہ آسان ہو جائے گا۔ کچھ آپ کی کوشش ہوگی کچھ آسمان سے فضل نازل ہوگا اور پھر جب اپنی طرف سے آپ اپنے کو پاک کریں گے تو آنکھوں کی روشنی کچھ بڑھے گی اور اندھیروں کی ظلمت کچھ کم ہوگی اور آپ دیکھیں گے کہ اوہو یہاں تو یہ بھی ٹھوکر تھی اور یہ بھی ٹھوکر تھی۔ ان سے بھی تو ہم نے پاک ہونا ہے۔ یہ بھی تو مغضوب کی نشانیاں ہیں اور اس طرح آپ پر اپنا وجود روشن ہونے لگ جائے گا۔

یہی مضمون ہے جس کا قرآن کریم بار بار اس طرح ذکر فرماتا ہے کہ وہ یعنی پاک نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کی تعلیمات اور قرآن اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے والے ہیں۔ اندھیرے موجود ہیں یہ نہ سمجھیں کہ نہیں ہیں اس سے روشنی کی طرف نکلنا یہ رستہ بتاتا ہے جو میں دکھا رہا ہوں اور صراط مستقیم پر چلتے ہوئے صراط مستقیم کی دعا مانگنے کا یہ مطلب ہے جیسے سمجھتے ہوئے آپ کو استغفار کے ساتھ یہ دن گذارنے چاہئیں۔ پہلے اگر یہ نمازیں ضائع ہو گئیں اور ان سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اب جو نمازیں رمضان میں آپ پڑھیں گے ان میں اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوشش کریں کہ یہ تزکیہ نفس کا موجب بنیں۔ جب تزکیہ نفس ہوگا تو پھر تنویر قلب تو آنی ہی آنی ہے۔ تنویر قلب دل کی روشنی کا نام ہے۔ اندھیروں کے ہوتے ہوئے تنویر کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ تو دو متضاد باتیں ہیں۔

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ حق آجائے اور باطل بھی وہیں ٹھہرا رہے۔ اس کا برعکس یہ ہے کہ پہلے اندھیرے دور کرو تو پھر روشنی آئے گی پس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کا منور ہونا جو ہے، یہ دراصل وہی مضمون ہے جس سے میں نے بات کا آغاز کیا تھا۔ ظاہری چراغ آپ کو نہ بھی جلانے دے کوئی۔ تو کیا فرق پڑتا ہے؟۔ اگر آپ کے دلوں میں خدا تنویر پیدا فرما دے آپ کے دلوں میں چراغ روشن کر دے تو خدا کی قسم تمام دنیا کی پھونکیں بھی ان چراغوں کو نہیں بجھا سکیں گی۔ یہ روشنی تو بڑھے گی اور پھیلے گی اور آگے آگے چلے گی اور باقی دنیا کو بھی روشن سے روشن تر کرتی چلی جائے گی اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ الفضل لندن)

جلسہ یوم خلافت

خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اور یہ نعمت محض خدا کے ہی فضل سے دائمی طور پر جماعت احمدیہ میں قائم ہے۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ حسب دستور اپنی اپنی جماعتوں میں مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۹۴ء کو جلسہ یوم خلافت کا شایان شان انعقاد کریں۔ جس میں مقررین کرام اس ابدی انعام اور اس کی برکات نیز خلافت کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالیں اجلاسات کی روئیداد نظارت ہذا میں بھجوائیں۔

نوٹ:۔ جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق انعقاد اجلاسات کی تاریخ میں ردوبدل کر سکتی ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مجاہدین تحریک جدید کیلئے

پیارے آقا کا اظہار خوشنودی و دعا

دفتر وکالت مال تحریک جدید قادیان کی طرف سے ایسے مجاہدین تحریک جدید کے اسماء کی فہرست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض دعا ہر سال پیش کی جاتی ہے۔ جو اپنا سال رواں کا چندہ ۲۹ رمضان المبارک تک مکمل ادا کر دیتے ہیں۔ حسب ارشاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ امسال بھی ایسے مجاہدین کے اسماء کی فہرست حضور انور کی خدمت میں بغرض دعا پیش کی گئی۔ جس پر حضور نے درج ذیل دعائیہ کلمات رقم فرمائے۔

" اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے ان کو مزید وسعتیں بخشے۔ اور حسنات دارین سے نوازے انہوں نے نیکیوں میں آگے بڑھنے کا جو نمونہ دکھایا ہے اُسے مزید پیش قدمیوں کا موجب بنائے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ نیک نمونہ ان کی اولادوں میں منتقل فرمائے۔ آمین۔

وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان

مکرم محمد سلیمان صاحب دہلوی درویش قادیان کا سانحہ ارتحال

افسوس مکرم محمد سلیمان صاحب دہلوی درویش ولد مکرم رسول بخش صاحب عمر تقریباً ۷۰ سال یکم اپریل رات ساڑھے دس بجے وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

مرحوم اپنے عزیزان سے ملنے کے لئے احمدیہ کالونی جا رہے تھے کہ بلڈ پریشر ہائی ہونے کی وجہ سے اچانک طبیعت خراب ہو گئی اور بیٹھ گئے فوری طور پر طبی امداد دی گئی۔ بعدہ احمدیہ ہسپتال لیجایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فوری طور پر امرتسر لے جانے کا مشورہ دیا چنانچہ آپ کو امرتسر لے جایا جا رہا تھا کہ راستہ میں ہی مولائے حقیقی سے جا ملے اگلے روز دوپہر ایک بجے بعد نماز جنازہ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مکرم سلیمان صاحب دہلی میں پیدا ہوئے۔ اپنے بڑے بھائی مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مرحوم کی تبلیغ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بہت شدید مخالفت کے دور سے گذرنا پڑا۔ پارٹیشن سے دو سال قبل آپ کی والدہ نے آپ کو قادیان بھیج دیا تھا۔ چنانچہ تقسیم ملک کے بعد سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ کی تحریک پر درویشی کی سعادت ملی۔ صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ادارہ جات میں خدمت بجا لانے کا موقع ملا۔ ۱۹۵۹ء میں آپ کی شادی حیدرآباد میں مکرم سیٹھ محمد علی صاحب کی بچی سے ہوئی۔

مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند بنی نوع سے ہمدردی کرنے والے سادہ اور خوش مزاج انتہائی محنت کرنے والے وجود تھے۔ نیز مسلموں کو تبلیغ کا خاص جوش تھا۔

مرحوم نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ اور چار لڑکیاں دو لڑکے یادگار چھوڑے ہیں ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے علاوہ باقی شادی شدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(ادارہ)

داعی الی اللہ کی حیثیت سے صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کردار

اور ہمارا فرض

از:- محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ربوہ

عاشقوں کا شوق قربانی تو دیکھ
خون کی اس رہ میں ارزانی تو دیکھ
ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روحِ ایمانی تو دیکھ
(دوست محمد شاہد مورخ احمدیت مقیم جرمنی)

حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد بعثت

اگر کائناتِ عالم کو ایک دائرہ سے تشبیہ دی جائے تو اس کا نقطۂ مرکز یہ ہمارے نبی، ہمارے سید و مولیٰ نبیوں کے سردار، رسولوں کے فخر، رسولوں کے سرتاج، خاتم المومنین، خاتم العارفین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پہلے تمام نبی اپنی اپنی قوموں کو یہ خوشخبری دینے کے لئے مبعوث ہوئے کہ شہنشاہِ نبوت کا ظہور ہونے والا ہے اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام محض اس غرض کے لئے بھیجے گئے تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دیں کہ یہ برگزیدہ اور زندہ نبی جلوہ افروز ہو چکا ہے۔ اور دارالنجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔[1] چنانچہ آپ نے دنیا بھر میں نہایت پر شوکت انداز میں یہ منادی فرمائی کہ:-

"اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور سے آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"[2]

۱؎ حجۃ الاسلام ص ۱۲-۱۳ مطبوعہ ۸ مئی ۱۸۹۳ء
۲؎ تریاق القلوب ص ۱۳ تصنیف ۱۸۹۹ء

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار[1]

خاص صحابہؓ اور ان کا کردار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام زندگی کے آخری سانس تک دعوت الی اللہ کے اس عالمی جہاد میں دیوانہ وار سرگرم عمل رہے نیز اپنے تمام مخلصین صحابہ اور جاں نثار مریدوں میں اشاعت دین کی ایسی زبردست روح پھونکی کہ ان میں سے ہر ایک اس راہ میں گویا آپ کی عکسی تصویر بن گیا اور پوری عمر خدا کا بشیر بن کر دعوت و ارشاد کا پرچم لہراتا رہا۔ ان قدوسیوں کے اس خدا نما اور پاک نہاد گروہ میں غریب، امیر، مزدور، کارخانہ دار، تاجر، صوفی، عالم، ملازم، سرکاری افسر، زمیندار، سپاہی، درویش، رئیس، واعظ، لیکچرار، خطیب، شاعر، مصنف، صحافی، ڈاکٹر، گدی نشین، مورخ، مناظر، متکلم، مفسر، محدث، فقیہ اور قانون دان غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔

فرزندانِ احمدیت کیلئے یہ انکشاف شاید حیرت کا موجب ہو گا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آقا و مولا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کے مطابق جنوری ۱۸۹۷ء میں اپنے ۳۱۳ اصحاب کی فہرست شائع فرمائی تو اس میں ہندوستان کے علاوہ مکہ معظمہ، طائف، ترکی، بغداد، طرابلس، شام، کابل، غزنی، ممباسہ (مشرقی افریقہ) لندن اور بخارا کے اصحاب کے نام بھی اپنے قلم سے درج فرمائے۔ یہ حقیقت بھی یقیناً آپ حضرات کی دلچسپی کا باعث بنے گی کہ دنیا کے سب براعظموں میں احمدیہ مشنوں کی بنیاد اصحاب احمد ہی نے رکھی۔ چنانچہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال، حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب، حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر جیسے جلیل القدر صحابۂ مسیح موعودؑ ہی تھے جنہوں نے بالترتیب انگلستان، امریکہ، نائیجیریا اور مغربی افریقہ میں احمدیت کا جھنڈا گاڑا۔ اسی طرح لنکا، ماریشس، مصر، جرمنی، شام اور ایران کے مشنوں کے بانی بھی اصحاب خاص ہی تھے جن کے نام یہ ہیں حضرت صوفی حافظ غلام محمد صاحب، حضرت شیخ محمود احمد عرفانی صاحب، حضرت ملک غلام فرید صاحب، حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (حضرت شاہ صاحب ہمارے مقتدا امام عالی مقام کے ماموں تھے)۔ مارچ ۱۹۰۶ء تک یعنی حضرت اقدس کے وصال سے دو برس قبل حضور کے مخلصین و متبعین کی تعداد چار لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔[1] جن میں اب صرف چار بقید حیات ہیں۔

اسلام کے سپاہی احمد کے خاص پیارے
اب رہ گئے ہیں ایسے جیسے حرف ملے

مجھے اس وقت ان لاکھوں عشاقِ احمدیت میں سے نمونۃً صرف تین بزرگوں کے بعض ایمان افروز، روح پرور اور ناقابل فراموش تبلیغی واقعات کا مختصر سا تذکرہ کرنا ہے۔

۱؎ ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱-۴۲

حضرت مولانا حسن علی صاحب بھاگلپوریؓ

اس سلسلہ میں سب سے پہلے نمبر پر حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک کے قدیم اور پر جوش داعی الی اللہ حضرت مولانا حسن علی صاحب بھاگلپوریؓ کا مبارک نام ہمارے سامنے آتا ہے جنہیں برصغیر پاک و ہند کے ممتاز محقق اور "سیرت النبی" کے مولف مولانا سید سلیمان ندوی نے "خطبات مدارس" میں "پٹنہ کے مشہور واعظ اسلام" کے نام سے یاد کیا ہے۔ نامور انگریز مستشرق اور علامہ سر محمد اقبال شاعر مشرق کے استاد پروفیسر تھامس آرنلڈ اپنی کتاب "دعوت اسلام" THE PREACHING OF ISLAM[1] میں اخبار "مسلم کرانیکل" ۲۸ اپریل ۱۸۹۶ء کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:-

"مولوی صاحب زمانہ طالب علمی میں بہت ذہین تھے اور تھوڑے ہی عرصہ میں انہوں نے بہت ترقی کر لی۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں انہوں نے پٹنہ سکول میں ہیڈ ماسٹری قبول کی۔ چونکہ وہ داعی اسلام ہونے کے لئے پیدا ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اس اسامی کو چھوڑنا چاہا۔ مولوی صاحب مرحوم کے دوستوں نے ان کو منع کیا کہ نوکری نہ چھوڑیں مگر وہ نہ مانے اور استعفا داخل کر دیا اور ایک ماہوار رسالہ "نور الاسلام" نکال کر کچھ زمانہ تک گذر اوقات کرتے رہے۔ پٹنہ میں اسلام پر کئی لیکچر انہوں نے دیئے اور پھر وہ کلکتہ چلے گئے۔ یہاں انہوں نے انگریزی زبان میں ایک لیکچر دیا اس کا اثر سامعین پر ایسا ہوا کہ کئی یورپین پادریوں نے اسلام کے برحق ہونے کو تسلیم کیا۔۔۔۔ پھر ڈھاکہ کے لوگوں نے مولوی صاحب مرحوم کو بلایا جہاں ان کے وعظ اور لیکچروں نے لوگوں کے دلوں میں ان کے نام کو اب تک نقش کر رکھا ہے۔ کئی کتابیں اور اردو اور انگریزی کے لیکچر جو مختلف شہروں میں دیئے گئے مولوی صاحب موصوف کی تصنیف ہیں۔ ان تصانیف سے مولوی صاحب کا نام تاریخی دنیا میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ تقریباً سو آدمی ان کی کتابیں پڑھ کر اور لیکچر سن کر مسلمان ہوئے دعوتِ اسلام کا شوق جو ان کے دل میں تھا آخر حالت میں بھی ظاہر ہوا۔ چنانچہ جب نزع کی حالت تھی تو ان کی زبان سے یہ لفظ سنے گئے اپنا مذہب چھوڑ دو اور مسلمان ہو جاؤ۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کس سے باتیں کرتے تھے تو جواب دیا کہ ایک عیسائی سے گفتگو کر رہا تھا۔"[2]

(دعوت اسلام ص ۳۲۹ حاشیہ مصنفہ سر تھامس آرنلڈ مترجم مولانا عنایت اللہ صاحب دہلوی۔ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی۔ طبع دوم فروری ۱۹۶۹ء)

حضرت مولانا حسن علیؓ نے قبول احمدیت کے بعد "تائید حق" کے نام سے ایک معرکہ آرا کتاب سپرد قلم فرمائی جس میں آپ نے نہایت دلکش اور وجد آفریں انداز میں سلسلہ احمدیہ کی حقانیت ثابت کر دکھائی۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار فرمایا کہ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔

۱؎ تجلیات الٰہیہ ص ۵

۱؎ تالیف ۱۸۹۶ء
۲؎ اصل کتاب کا صفحہ ۲۸۶ مطبوعہ ۱۹۶۱ء

میں نے ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا تو میں اُس وقت تک سویا نہیں جب تک کہ میں نے ساری کتاب کو ختم نہ کر لیا۔[1] نیز فرمایا "مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری گریجوایٹ نہ تھے۔ مگر انگریزی کی ان میں اتنی قابلیت تھی کہ ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے تھے اور ان کی تقریر سنتے تھے وہ اسی طرح بغیر کسی معاوضہ کے دین کی خدمت کے لئے پھرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے بطور شاہد کے تھے"۔[2] (الفضل) سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو صالح تقی اور زکی اور اشاعتِ اسلام کے لئے جری کے شاندار القاب سے نوازا۔ آپ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں وہ پہلے نابغۂ روزگار وجود ہیں۔ جنہیں حضور نے ۱۸۹۷ء میں مغربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بھجوانے کا فیصلہ کیا مگر افسوس عمر نے وفا نہ کی اور آپ شروع ۱۸۹۶ء میں انتقال فرما گئے۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ

داعی الی اللہ کی حیثیت سے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کا مقام بھی بہت بلند ہے۔ دسمبر ۱۸۹۶ء کے مشہورِ عالم جلسہ مذاہب لاہور میں حضرت اقدس علیہ السلام کا اعجازی مضمون پُر جلال لب ولہجہ میں پڑھ کر سُنانے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا۔ چنانچہ حضور نے تحریر فرمایا۔

"اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا خوق العادت اثر ہوا تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہو گئے تھے ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دستِ غیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے اور شہر لاہور میں دھوم مچ گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے اسلام کی فتح ہوئی بلکہ ایک الہامی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔ اس روز ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور اسلام کے معزز رکن حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بلاغت فصاحت دکھلائی کہ گویا ہر لفظ میں ان کو روح القدس

---

[1] تالیف ۱۸۹۶ء
[2] الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۸ء صہ۳
[3] الفضل ۳ جولائی ۱۹۲۲ء صہ۷

مدد دے رہا تھا"۔[1]

حق تعالیٰ نے حضرت مولانا صاحبؓ کو ایسی دلکش اور پُر جذب آواز عطا فرمائی تھی کہ آپ کی زبان سے تلاوت قرآن سُن کر غیر مسلم تک ازخود رفتہ ہو جاتے تھے۔ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا چشمدید بیان ہے کہ:۔

"مولوی صاحب کا پڑھنا عجیب و غریب پڑھنا ہوتا تھا فارسی پڑھتے تو بالکل فارسیوں کے لب و لہجہ میں کہ گویا کوئی ایرانی یا شیخ سعدی نظامی وغیرہ بول رہے ہیں اور جو اُردو پڑھتے تو اسی لب و لہجہ میں اور جو عربی پڑھتے تو بالکل عرب معلوم ہوتے تھے اور جو پنجابی نظم و نثر پڑھتے تو ہو بہو پنجابی ادائیں اور جو انگریزی پڑھتے تو علی انگریزی طرز و ادائیں پڑھتے تھے کہ گویا ایک یورپین بول رہا ہے اور جو قرآن شریف پڑھتے تو بالکل عرب معلوم ہوتے تھے اور جو وعظ یا خطبہ پڑھتے تو اس میں کمال تھا کہ سُننے والے ذوق و شوق میں خود مستغرق ہو جاتے تھے اور آپ کی تحریر تو بے نظیر تحریر تھی"۔[2]

آپ ستمبر ۱۸۹۸ء میں مستقل ہجرت کر کے قادیان دارالامان میں تشریف لے آئے آپ شمع احمدیت کے پروانے گلستانِ احمد کی خوشنوا بلبل مرکزِ احمدیت کی رونق اور دعوت الی اللہ کا ایک مثالی اور چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ ایک بار آپ نے مسجد مبارک میں "حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے کیا اصلاح اور تجدید کی" کے موضوع پر ایک حقیقت افروز لیکچر دیا۔ حضورؑ نے اس پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے ۲۶ فروری ۱۸۹۹ء کو ارشاد فرمایا:۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہمارے سب دوست اسے ضرور پڑھیں اس لئے کہ اس میں بہت سے نکاتِ لطیفہ ہیں اور یہ نمونہ ہے ایک شخص کی قوتِ تحریر کا اور اسی منوال (طرز) پر خصوصاً ہماری جماعت کو مقرر بننے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔[3]

---

[1] ضمیمہ انجام آتھم صہ۳۲ حاشیہ
[2] تذکرۃ المہدی حصہ اول صہ۲۷-۲۸ از حضرت پیر سراج الحق صاحب مطبوعہ قادیان دارالامان ۱۹۱۵ء۔
[3] ملفوظات مسیح موعود جلد اول صہ۲۹۵

حضرت اقدس علیہ السلام نے آپ کی المناک وفات پر درد بھرے انداز میں فرمایا:۔

"مولوی صاحب ہر تقریب اور ہر جلسہ پر یاد آجاتے ہیں ان کے سبب لوگوں کو فائدہ ہوتا تھا۔ وہ بڑی زبردست تقریر کرنے والے تھے.... ان کے اندر محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور بجز اس کے.... اور کچھ تھا ہی نہیں.... جن لوگوں نے ان کے خطبات سُنے ہیں وہ یہ بات جانتے ہیں کہ ان میں بجز میرے حالات اور ذکر کے اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات میں نے سُنا کہ بعض آدمی اس امر کو کسی حد تک پسند نہیں کرتے۔ مگر وہ بجز اس کے اور کچھ کہنا چاہتے تھے"۔

اس پر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب رضی اللہ عنہ عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان نے عرض کی کہ حضور مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ "وہ تقریر اور کلام میرے نزدیک حرام ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ذکر نہ ہو"۔ یہ الفاظ سُن کر حضور پر رقت طاری ہو گئی اور آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ مگر چہرہ ایک خاص قسم کی چمک اور آب و تاب کے ساتھ سرخ ہو گیا"۔[1]

حضور نے ایام جلسہ سالانہ ۱۹۰۵ء کے دوران بہشتی مقبرہ کے باہر آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "وہ اس سلسلہ کی محبت میں محو تھے.... ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گذری تھی اور دُنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑ دی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں میں اُن کو ایک نوکری دو سو روپے ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ خاکساری کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گذار دی۔ صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اسلام پر جو اندرونی بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے اندفاع میں عمر بسر کر دی۔ باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی ان کے متعلق ایک خاص الہام بھی تھا "مسلمانوں کا لیڈر" غرض میں جانتا

---

[1] ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد ۸ صہ۲۶۷-۲۶۸

جوں ان کا خاتمہ قابلِ رشک ہوا"۔[1]

شہید کابل حضرت شہزادہ مولانا سید عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ

اب میں حضرت مسیح موعودؑ کے دورِ مبارک کے اس عظیم اور بے مثال داعی الی اللہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس نے ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو اپنے مقدس خون سے احمدیت کی آبیاری کی اور اس کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ میری مراد شہید کابل حضرت مولانا شہزادہ سید عبداللطیف صاحبؓ سے ہے۔ جو افغانستان میں پچاس ہزار کے قریب معتقدوں کے مذہبی و روحانی پیشوا تھے اور جن کی نسبت حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔

"سرزمینِ کابل میں اگر ایک کروڑ اشتہارات شائع کیا جاتا اور دلائل قویہ سے میرا مسیح موعودؑ ہونا ان میں ثابت کیا جاتا تو اُن اشتہارات کا ہرگز ایسا اثر نہ ہوتا جیسا کہ اس شہید کے خون کا اثر ہوا"۔[2]

نیز فرمایا:۔

"وہ ایک اسوۂ حسنہ چھوڑ گئے ہیں.... حضرت امام حسین علیہ السلام تو مقید نہ تھے نہ اُن کو زنجیریں ڈالی گئی تھیں۔ صرف ایک قسم کا جنگ تھا۔ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ بھی کچھ فوج تھی اگر اُن کے آدمی مارے گئے تو اُن کے آدمیوں نے بھی تو یزید کے آدمیوں کو مارا اور نہ جان بچانے کا کوئی موقعہ ان کو ملا مگر یہاں عبداللطیف صاحب مقید تھے زنجیریں اُن کے ہاتھ میں پڑی ہوئی تھیں۔ مقابلہ کرنے کی اُن کو قوت نہ تھی اور بار بار جان بچانے کا اُن کو موقعہ دیا جاتا تھا"۔[3]

"شہادت کی رات آسمان سرخ تھا اور اس سے پہلے مولوی صاحب فرماتے تھے.... مجھے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ اس راہ میں اپنا سر دے دے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے"۔[4]

نیز فرمایا:۔

"یہ اس قسم کی شہادت واقع

---

[1] ایضاً صہ۳۶۵
[2] تذکرۃ الشہادتین طبع اول صہ۵۱
[3] ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد ۶ صہ۲۳۳
[4] تذکرۃ الشہادتین صہ۱۱۹

ہوتی ہے کہ اس کی نظیر تیرہ سو سال میں ملنی محال ہے۔

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے اس فرزند نے کس طرح پابند سلاسل ہونے کے باوجود برہنہ تلواروں کے سایہ میں حق کی آواز بلند کی اور پھر کمال صدق و صفا اور اخلاص و استقامت کے ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لئے اپنی جان قربان کر دی اس کا خلاصہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ہی مبارک الفاظ میں بیان کرتا ہوں فرماتے ہیں :۔

"جب وہ امیر صاحب (کابل) کے روبرو پیش کئے گئے تو ..... وہ بہت ظالمانہ جوش سے پیش آئے اور حکم دیا ..... کہ ان کو اس قلعہ میں جس میں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کر دو اور زنجیر غراغراب لگا دو یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے گردن سے کمر تک گھیر لیتا ہے اور اس میں ہتھکڑی بھی شامل ہے۔ نیز حکم دیا کہ پاؤں میں بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی کی لگا دو پھر اس کے بعد مولوی صاحب مرحوم چار مہینہ قید میں رہے اور اس عرصہ میں کئی دفعہ ان کو امیر کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو ..... تو تمہیں رہائی دی جائے گی مگر ہر ایک مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا ..... میں نے پورے تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے مگر میں اس وقت اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم رکھتا ہوں۔ میں جان چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اور فیصلہ کر چکا ہوں کہ حق میرے ساتھ جائے گا۔ جب چار مہینے گذر گئے تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلا کر پھر اپنی کچہری میں توبہ کے لئے فہمائش کی اور بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی کی جائے گی اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔ شہید مرحوم نے جواب دیا یہ تو غیر ممکن ہے کہ میں سچائی سے توبہ کروں ..... میں مسیح پر ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ ان مولویوں سے جو میرے عقیدہ کے مخالف ہیں میری

بحث کرائی جائے اگر میں دلائل کی رو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دی جائے ..... امیر نے اس بات کو پسند کیا اور مسجد شاہی میں خان ملا خان اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو ..... سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کر کے بھیجا گیا۔ بحث کے وقت مجمع کثیر تھا۔ مباحثہ تحریری تھا صرف تحریر ہوتی تھی اور کوئی بات حاضرین کو سنائی نہیں جاتی تھی۔ اس لئے اس مباحثہ کا کچھ حال معلوم نہیں تو سات بجے صبح سے تین بجے سہ پہر تک مباحثہ جاری رہا پھر جب عصر کا آخری وقت ہوا تو کفر کا فتویٰ لگایا گیا ..... اور آخر بحث میں شہید مرحوم سے یہ بھی پوچھا گیا کہ اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہے تو پھر تم عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو ..... تو انہوں نے بڑی استقامت سے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اب وہ ہرگز واپس نہیں آئیں گے قرآن کریم ان کے مرنے اور واپس نہ آنے کا گواہ ہے تب تو وہ لوگ گالیاں دینے لگے اور کہا اب اس شخص کے کفر میں کیا شک رہا؟ اور بڑی غضبناک حالت میں یہ فتویٰ لکھا گیا پھر بعد اس کے ..... شہید مرحوم اسی طرح پابزنجیر ہونے کی حالت میں قید خانہ میں بھیجے گئے ..... جب شاہزادہ مرحوم کی اُن بدقسمت مولویوں سے بحث ہو رہی تھی تب آٹھ آدمی برہنہ تلواریں لے کر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے تھے بعد اس کے کہ فتویٰ کفر لگا کر شہید مرحوم قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ صبح روز دو شنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنی خاص مکان دربار امیر صاحب میں بلایا گیا اُس وقت بھی بڑا مجمع تھا ..... تب امیر نے دوبارہ توبہ کے لئے کہا اور توبہ کی حالت میں بہت اُمید دی اور وعدہ معافی دیا مگر شہید موصوف نے بڑے زور سے انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے یہ اُمید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں ..... جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج کیا اور اس میں یہ لکھا کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے تب وہ فتویٰ اخوند زادہ

مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسی ڈال دی جائے اور اسی رسی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسی ڈالی گئی تب اُس رسی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں، مفتیوں اور دیگر اہل کاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشا کے دیکھنے کے لئے گئی۔ جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اس حالت میں جبکہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دیئے گئے تھے۔ امیر اُن کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور عیال پر رحم کر تب شہید مرحوم نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان چھوڑ دوں مجھ سے ایسا ہرگز نہ ہوگا اور میں حق کے لئے مروں گا ..... جب ایسی نازک حالت میں شہید مرحوم نے بار بار کہہ دیا کہ میں ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہوں تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں آپ چلا دیں۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتویٰ ہے۔ اس میں میرا کوئی دخل نہیں تب قاضی نے گھوڑے سے اُتر کر ایک پتھر چلایا۔ جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اُس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اُس شہید پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہاں تک کہ کثرت پتھروں

سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہو گیا ..... "[1]

"عبد اللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا"[2]

حضرت اقدس نے اس لرزہ خیز واقعہ کی تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ

"جس خدا نے بعض افراد جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اُس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ عبد اللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دیگا۔"[3]

صحابۂ خاص میں روحِ شہید کابل

اس عظیم الشان پیشگوئی کا مستقبل کے ساتھ بھی ایک گہرا تعلق ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا اوّلین ظہور حضرت اقدس علیہ السلام کے صحابۂ خاص کے ذریعہ ہوا۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ حضرت مولانا غلام رسول صاحب قدسی راجیکیؓ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب مہر سنگھؓ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحبؓ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور دیگر بہت سے اصحاب احمد کو دعوت الی اللہ سے متعلق نہایت جلیل القدر خدمات کی سعادت نصیب ہوئی جن میں شہید کابل حضرت شہزادہ عبد اللطیفؓ کی زبردست روح خاص طور پر کارفرما نظر آتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت واضح الفاظ میں صراحت فرمائی ہے کہ عام لوگوں نے شہید کے معنی صرف

---

[1] ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد ۱۰ ص ۲۳۳

[2] تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۷ تا ۵۹

[3] ایضاً صفحہ ۷۶

یہی سمجھ رکھتے ہیں کہ جو شخص مارا گیا .... وغیرہ مگر میں کہتا ہوں کہ اسی پر اکتفاء کرنا اور اسی حد تک اس کو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کر سکتا وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے۔[1]

ان بزرگوں کے تبلیغی کارناموں کے بیان کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ یہ وہ خوش نصیب اور غیر فانی وجود تھے جن کے جسموں کے ذرّہ ذرّہ پر خدا کے موعود مسیح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے یہ الفاظ نقش تھے کہ:۔

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ہمارا اس راہ میں مر جانا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے"[2]

ہمارا فرض

میرے پیارے بھائیو! دوستو اور عزیزو۔ مسیح محمدیؐ کی روحانی فوج کے یہ سب جاں نثار سپاہی حق و باطل کے ہزاروں معرکوں میں فتح یاب ہو کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور پہنچ چکے ہیں اور قادیان اور ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی روح (بزبانِ حال) پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ تم نے ہمیں سپردِ خاک کر دیا ہے مگر خدا کے لئے ہماری دینی روایات کو دفن نہ کر دینا۔ جب تک ہم زندہ رہے "ہر دلیر تنگی اور آسائش غرض یہ کہ ہر نوع کے ماحول میں حق و صداقت کی آواز بلند کرتے رہے اب یہ آسمانی نوبت خانہ خدائے ذوالعرش نے ہمارے بعد تمہارے سپرد فرمایا ہے اگر تم نے اس کے بجانے میں ذرا سی بھی غفلت کی تو یاد رکھنا قیامت کے دن خدا کے حضور تمہارا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔ پس اس نوبت خانہ کو پورے ولولہ اور جوش کے ساتھ اس وقت تک بجاتے چلے جاؤ یہانتک کہ کوئی ایک غیر مسلم بھی ایسا نہ رہے جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوشِ شفقت میں نہ آجائے اور خدا اور مصطفیٰؐ کی آسمانی اور روحانی بادشاہت دنیا کے گوشہ گوشہ خصوصاً جرمنی میں نہ قائم

[1] ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد اوّل صفحہ ۱۳۱-۱۴۱

ہو جائے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سیدنا محمود المصلح الموعودؓ نے آج سے چھتیس ۳۶ سال قبل جماعت احمدیہ جرمنی کے نام ایک خصوصی پیغام میں ارشاد فرمایا تھا کہ:۔

"خدا کرے کہ جرمن قوم جلد اسلام قبول کرے اور اپنی اندرونی طاقتوں کے مطابق جس طرح وہ یورپ میں مادیات کی لیڈر ہے روحانی طور پر بھی لیڈر بن جائے .... ہم ایک مبلغ یا درجنوں نو مسلموں پر مطمئن نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں مبلغ جرمنی سے پیدا ہوں اور کروڑوں جرمن باشندے اسلام قبول کریں تا اسلام کی اشاعت کے کام میں یورپ کی لیڈری جرمن قوم کے ہاتھ میں ہو"[1]

اشتراکی روس سے متعلق ایک پیشگوئی اور اس کا ظہور

یہ اُسی خلیفہ موعودؓ کا پیغام ہے جس نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۲۲ء کے موقع پر اشتراکی روس کی نسبت ڈنکے کی چوٹ اعلان فرمایا تھا کہ:۔

"بالشوزم کے موجودہ نظام پر نہیں جانا چاہیئے ...... نئی پود بغاوت کرے گی اور اس تعلیم کی ایسی شناعت ظاہر ہو گی کہ ساری دنیا حیران ہو جائے گی"[2]

نیز ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء کو لاہور کے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے بتایا:۔

"روس اپنی کمزوری کو خود بھی محسوس کرتا ہے اور اسی وجہ سے وہ غیر ممالک کے تعلقات کو سختی سے روکے ہوئے ہے .... مگر آخر یہ کولڈ سٹوریج میں رکھنے کا معاملہ کب تک چلے گا۔ ایک دن یہ دیوار ٹوٹے گی اور دنیا ایک زبردست تغیر دیکھے گی"[3]

[1] الفضل ۲۶ جون ۱۹۵۷ء صفحہ ۱

[2] نظام نو صفحہ ۸۶ (طبع دوم ربوہ)

[3] اسلام کا اقتصادی نظام صفحہ ۱۴۲ (طبع دوم ربوہ)

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

معزز حضرات! جس طرح اس پیشگوئی کے عین مطابق سوویٹ روس کے پرخچے اُڑ گئے ہیں اور دیوارِ برلن ریزہ ریزہ ہو چکی ہے اسی طرح دنیا بھر کے تمام باطل ازم اور نظریئے بھی انشاء اللہ پاش پاش ہو جائیں گے اور "نیو ورلڈ آرڈر" کی عالمی اور سر بفلک عمارت اُس نقشہ کے مطابق تعمیر ہو گی جس کی تفصیلات مذہبی دنیا میں پہلی بار قرآن کریم نے بیان کیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیش فرمایا مگر اس پُر شکوہ اور عالمگیر عمارت کا مرکز نیو یارک، ماسکو، لنڈن، بون یا پیکنگ نہیں خانہ کعبہ ہو گا۔ ع

ہے یہ تقدیرِ خداوند کی تقدیروں سے

عالمی انقلاب عظیم کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی

اب آخر میں اس انقلاب عظیم کی نسبت سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ۱۹۴۴ء کی ایک پُر شوکت پیشگوئی سنئے۔ فرمایا:۔

"وہ لوگ جن کے سپرد اس عمارت کی نئی تعمیر ہے وہ خدا تعالیٰ کے انجینئرنگ کالج میں اس وقت پڑھ رہے ہیں اور ابھی اپنی تعلیم سے فارغ نہیں ہوئے پس اگر آج تمام عمارتیں یکدم گر جائیں تو .... علاوہ جائے گا اسی وجہ سے خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ ان دیواروں اور مکانات کو گرا رہا ہے ..... ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہوں گے کہ تم مغربیت کے در و دیوار اور اس کی چھتوں کو گرتا ہوا دیکھو گے اور مغربیت کے ان کھنڈرات پر اسلام کے محلات کی نئی تعمیر مشاہدہ کرو گے یہ کسی انسان کی باتیں نہیں بلکہ زمین و آسمان کے خدا کا فیصلہ ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے۔ .... خدا تعالیٰ دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے اور وہ انقلاب خدا تعالیٰ خود تمہارے ہاتھوں سے پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تم مت دیکھو کہ تم کیا ہو۔ تم یہ دیکھو کہ زمین و آسمان کا خدا کبھی آہستگی کے ساتھ، کبھی چلتا ہوا کبھی دوڑتا ہوا اور کبھی تیزی کے ساتھ بھاگتا ہوا تمہارے قریب آرہا ہے ——

تم ایک زبردست ہتھیار بننے جا رہے ہو تم اپنی ذات میں مٹی کا ایک ڈلا سہی .... مگر یہ مٹی کا ڈلا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں آچکا یا آنے والا ہے۔ اور جب **یہ ڈلا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں آئے گا تو دنیا کے بڑے بڑے قلعے اس سے پاش پاش ہو جائیں گے اُن کی اینٹیں بھی نہیں ملیں گی اُن اینٹوں کی مٹی بھی نہیں ملے گی پس ان تغیرات کیلئے اپنے آپ کو تیار کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعائیں کرتے رہو اور اپنے اندر یقین اور وثوق پیدا کرو۔ ... تم اپنے آپ کو ترقی کے ایک مضبوط اور بلند تر مینار پر کھڑا دیکھو گے"[1]**

قسم اُس ذات کی جس نے محمدؐ کو کیا پیدا
قسم اُس ذات کی جس نے ہمیں اُسکا کیا شیدا
یقیناً لشکرِ شیطاں شکستِ فاش کھائے گا
علَم اسلام کا سارے جہاں پر لہلہائے گا

(خادمؔ)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

[1] رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۳

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
زندگی قرآن پر ہو موت بھی قرآن پر
مومنوں کا ہے یہی لُبِّ لُباب زندگی

اذکروا محاسن موتاکم بالخیر

پیارے والد کی یادیں

۲۶/۱/۹۷ کا دن ایسا آیا جس نے ہمیں انہیں بھیجنے پر مجبور کر دیا۔ وہ عظیم انسان جس کو خدا تعالیٰ نے ۱۹۴۷ء کے بعد قادیان میں رہنے اور اس بستی میں بسنے کی سعادت عطا فرمائی۔ وہ ۳۱۳ درویشان کے گلدستہ میں سے ایک پھول یعنی ہمارے پیارے والد محترم ملک محمد بشیر صاحب درویش اپنی عمر پوری کر کے ہم کو چھوڑ کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

انسان اس دنیا سے چلا جاتا ہے لیکن بہت سی ایسی یادیں اور اخلاق چھوڑ جاتا ہے جو اسے ہمیشہ یاد رکھنے کیلئے کافی ہوتی ہیں۔ محترم والد صاحب میں بھی ایسی بہت سی خوبیاں تھیں جنہیں دیکھ کر ان کے سامنے عزت سے آنکھیں نیچی ہو جاتی تھیں۔ والد صاحب مکرم ملک محمد ابراہیم صاحب آف لالہ موسیٰ کے بڑے بیٹے تھے ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد فوج کی ملازمت اختیار کی تھی۔ تقسیم ملک کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر ملازمت ترک کر دی اور قادیان آ کر درویشی اختیار کر لی۔ ہم تینوں بھائی رات کو جب گھر آتے تو والد صاحب کے پاس تھوڑی تھوڑی دیر بیٹھتے۔ والد صاحب چھوٹے بھائی کو ہاتھ پاؤں دبانے کو کہتے اور کہتے اس عمر میں جب اس طرح میں تمہیں دیکھتا ہوں تو بہت خوشی اور سکون میں رہتا ہوں۔ ۱۹۹۳ء کے جلسہ سے ہی اکثر مجھ سے بہت سی باتیں کرتے رہتے۔ لیکن ایسی باتیں جو لگتا ہے مجھے اب سمجھ آئی ہیں۔ اور سمجھاتے رہتے ایسے کرنا ایسے نہیں کرنا۔ رات کے وقت پھر اپنی پرانی باتیں سناتے اور ہم بڑے مزے سے سنتے۔ جو ہمارے لئے بہت ایمان کو تازہ کرنے والی ہوتیں۔ ایک شام میں نے اپنے والد صاحب کو کہا حضور درویشان کو بہت پیار سے دیکھتے اور یاد کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کی بہت قربانیاں ہیں۔ فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے ہماری کیا قربانیاں ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قادیان ۱۹۴۷ء میں رہنے کے لئے چن لیا۔ یہ بہت بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا جس کی وجہ سے ہم حفاظت میں رہے۔ ہمیں کچھ بھی تو تکلیف نہ ملی۔ بلکہ ایسی زمین میں آ گئے جس زمین کی حفاظت کی ضمانت خدا تعالیٰ نے دی۔ پھر ایک بار دل بھر آیا اور آنسوں پونچھتے ہوئے کہنے لگے۔ قربانی تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے احمدیت کی سچائی کو دیکھتے ہی مان لیا۔ دادا جی ملک محمد ابراہیم صاحب کا ذکر کرنے لگے کہتے جاتے ان کے لئے بہت دعا کیا کرو۔ سب سے پہلے ان کے کان میں یہ آواز آئی کہ قادیان میں ایک شخص نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اب ایک جماعت احمدیہ بن گئی ہے۔ ان کے دوسرے خلیفہ قادیان میں ہیں۔ والد صاحب کہتے ہیں کہ دادا بتایا کرتے تھے میری جیب میں ۲۵ پیسے تھے میں گجرات میں بھینس چراتا تھا۔ بھینسیں چھوڑ کر قادیان کی طرف رخ کیا لاہور میں جو لنڈا بازار ہے وہاں سے ایک پہلی دکان مسجد کے ساتھ ہے وہاں پہنچا۔ پوچھا احمدیوں کی مسجد یہاں کہاں ہے۔ کہنے لگے جس سے پوچھا اس سے ذرا بھی کہیں مجھے احمدی سمجھ کر برا سلوک نہ کریں۔ لیکن انہوں نے کہا فکر نہ کریں میں بھی احمدی ہوں۔ میرے رات رہنے کا انتظام کیا۔ میں صبح پھر پیدل قادیان کی طرف روانہ ہوا۔ جب حضور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو مسجد مبارک میں نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا۔ اسی وقت دل نے بیعت کر لی۔ اور بعد میں حضور سے ملاقات کی حالات بتائے اور بیعت کر لی۔ حضور نے دعا کی واپسی پہ گھر میں سب کو علم ہو گیا تھا کہ آپ قادیان گئے ہیں۔ اور بیعت کر لی ہے۔ والد صاحب نے کہا اب تمہارے لئے گھر میں جگہ نہیں ہے اسی طرح واپس لالہ موسیٰ ایک رشتہ دار کے گھر آ گئے۔ انہوں نے پناہ دی اور وہیں کے ہو رہے پھر خلافت کے ساتھ ایسا جڑے کہ پچھلے غم دکھ کچھ یاد نہ رہے۔

میرے والد صاحب کہنے لگے قربانی انہوں نے کی تھی۔ پھر والد صاحب نے ہمارے دادا جان مرحوم کی ایک رؤیا سنائی جس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو شادی کے متعلق بشارت تھی اسی کے مطابق ہمارے والد صاحب کی شادی کشمیر میں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے پانچ بچے عطا فرمائے۔

والد صاحب نماز ہر وقت ادا کرتے تین چار سال سے صحت کی خرابی کی وجہ سے گھر میں ہی وقت پر نماز ادا کرتے اور اکثر ہم سے پوچھتے رہتے نماز پڑھ آئے ہو۔ والد صاحب محنت کرنے پر بہت زور دیتے تھے۔ اور نصیحت کرتے تھے کہ ہاتھ سے کام کرنے میں کبھی شرم محسوس نہ کیا کرو۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں بہت برکت ہوتی ہے۔ اس کی مثال وہ خود تھے۔ تنگی کے دور میں سائیکل مرمت کا کام شروع کیا۔ پھر لکڑی کا کام کرتے رہے شروع درویشی کے دور میں بٹالہ سے نلکے وغیرہ کے کام کی ٹریننگ لے کر آئے۔ پھر یہاں نہیں اپنے کام جیسے کپڑے دھونا۔ پریس کرنا۔ یہ خود کرتے تھے اور ہمیں کہتے تھے یہ کام جب تک خود نہ کر لوں مجھے مزا نہیں آتا۔

جلسہ سالانہ ۱۹۹۳ء کے موقعہ پر جلسہ گاہ میں بھی گئے اور جلسہ کے موقعہ پر اپنے سب رشتہ داروں سے ملاقات کی۔ ۲۶ جنوری ۱۹۹۷ء چند یوم بیمار رہ کر اس دنیا سے چل بسے ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا ★ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اگلے روز نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ حضور پُرنور نے بھی والد صاحب کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

اس غم کے موقعہ پر بہت سے رشتہ دار اور والد صاحب کے دوستوں کے خطوط آئے ہم ان سب کا اس غم میں شامل ہونے پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ والد صاحب کی مغفرت بلندی درجات اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ملک محمد منیر قادیان)

دعائے مغفرت

(۱):۔ افسوس! میرے والد مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب درویش ۷ جنوری ۹۷ء کی شام تین چار دن کی علالت کے بعد اس دار فانی سے رحلت کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم والد صاحب مرحوم ۱۹۰۲ء میں ضلع لائل پور چک نمبر ۲۲۵ میں پیدا ہوئے۔ آپ چار بھائی تھے آپ کے والد صاحب کا نام نبی بخش اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ جو مذہباً عیسائی تھے۔ مکرم والد صاحب نے سب سے پہلے بھائیوں میں سے اسلام قبول کیا۔ اور بعد میں تبلیغ کے ذریعہ اپنے بھائیوں کو بھی اسلام سے مشرف کرایا۔ ۱۹۲۲ء میں قادیان آ گئے اور ۱۹۴۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر حفاظت مرکز کے لئے قادیان میں رہ گئے اور تادم آخر وعدہ نبھایا۔ آپ صدر انجمن احمدیہ میں ملازمت کے دوران مختلف دفاتر میں خدمت بجا لاتے رہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کرے۔ آپ نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

(نصیر احمد یحییٰ ابن شیخ محمد ابراہیم صاحب درویش مرحوم قادیان)

(۲):۔ افسوس! مکرم ولی محمد صاحب گجراتی درویش قادیان ولد شاہ محمد صاحب ۲۷ فروری ۱۹۹۷ء بروز اتوار (۱۵ رمضان) شام آٹھ بجے بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اگلے روز صبح دس بجے بعد نماز جنازہ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم شادیوال (پاکستان) میں ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے تقسیم ملک سے چند سال قبل فوج کی ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۴۷ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اپنے آپ کو وقف کر دیا اور ملازمت چھوڑ کر قادیان آ گئے اور درویشی اختیار کر لی۔ مرحوم مختلف دفاتر میں خدمت بجا لاتے رہے۔ کچھ عرصہ بہشتی مقبرہ اور محاسب کے پہرہ دار بھی رہے۔ دفتر کے علاوہ زمیندارہ بھی کرتے تھے۔ عرصہ سات سال قبل آپ کی اہلیہ بھی مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔ مرحوم سادہ اور خوش مزاج اور شریف النفس اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (ادارہ)

"خدا کی رحمت فرمانبرداروں اور راستبازوں پر ہوتی ہے۔ جو خدا کے حضور نیکی اور پاکیزگی کا تحفہ لے کر جاتے ہیں۔" (سیدنا حضرت مسیح موعودؑ)

خلاصہ خطبہ جمعہ - بقیہ صفحہ اوّل

حالانکہ سب نے ابھی ہی تعلیم دی کہ اور بنیادی مقاصد سب کے ایک ہی سمجھے۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے ایک حدیث "مومن دوسرے مومن کے لئے مضبوط عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصّہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے اور مستحکم بناتا ہے" پیش کی اور فرمایا کہ تمام کامیابیوں کی جڑھ اتحاد ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی ہے۔ فرمایا ہر وہ حرکت جو جماعت کی اجتماعیت کو طاقت بخشے وہی حرکت سُنّتِ نبوی کے تابع ہے۔ جو اس مضمون کے مخالف ہو وہ سُنّتِ نبوی کے مخالف بات ہے۔ اس بات کو سُننے کے بعد اپنی زبانوں اپنے افعال پر نگاہ رکھیں۔ اور اپنے تعلّقات کو اس حدیث کے تابع کر دیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ متحد ہو کر تمام بنی نوعِ انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کی سعی کر سکے۔ ایک اور حدیث "مومنوں کی مثال ایک دوسرے سے پیش آنے میں ایک جسم کی سی ہے کہ اگر ایک حصّہ بیمار ہو تو سارا جسم بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ان کیفیات کو ہر انسان جانتا ہے۔ اور اس سے اچھی مثال مُسلمانوں کو ایک دوسرے سے ہمدردی کی دی جا سکتی ہی نہیں۔ فرمایا اس پہلو سے جماعتِ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے جس میں جماعت احمدیہ دنیا کی دوسری تمام جماعتوں سے ممتاز ہے۔ یہ فراست رکھنے والوں کے لئے ایک دلیل ہے کہ جہاں بھی جماعت کے کسی فرد کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو دوسری جماعتوں کے احمدی تکلیف میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔ اور جب کوئی خوشی پہنچتی ہے تو سب ہی اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اور ہر طرف سے مسرّت کا اظہار ہونے کی اطلاعیں بھی ملنے لگتی ہیں۔ چنانچہ اسیرانِ راہِ مولیٰ جب آزاد ہوئے ہیں تو جماعت نے ایسی مسرّت کا اظہار کیا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کی خوشیوں پر بھی اس طرح عالمگیر خوشی کا اظہار نہیں ہوا۔ ایک ایسا نشہ ہے خوشی کا کہ بچے بڑے سب اس میں مگن ہیں۔ پس یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آج حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی سچی غلام آپ کی طرف منسوب ہونے کا حق رکھنے والی جماعت عالمگیر جماعت احمدیہ ہے۔ کیونکہ جو نشانی آپؐ نے اپنے غلاموں اور سچے مومنوں کی بیان فرمائی ہے آج جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کی کسی اور جماعت پر اس طرح چسپاں نہیں ہوتی۔

فرمایا کہ بوسنیا کے مظلوموں کا غم جیسا جماعت نے کیا ہے کسی نے نہیں کیا۔ یہ اسی تربیت کا نتیجہ ہے اور جماعت اپنے دائرے سے چھلک کر عام مسلمانانِ عالم کی ہمدردی میں داخل ہو چکی ہے۔ اسی رُخ کی طرف میں جماعت کو آگے بڑھا رہا ہوں تاکہ یہ مقاصد پورے ہوں۔ اور ہم اس بات کے لئے پوری طرح تیار ہو جائیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہمارے ہاتھوں تمام دُنیا میں بانٹا جائے۔ فرمایا مبارک ہو کہ وہ آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور ہم اُمّتِ واحدہ بن چکے ہیں۔

حضور انور نے اس سلسلہ میں ایک حدیث اور بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اوّل تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ سے یہ توقع ہے کہ آپ اپنے کسی بھائی کو کسی نوع کا دکھ نہیں پہنچا سکتے کیونکہ وہ آپ کا جزوِ بدن بن چکا ہے۔ دوسری یہ کہ اگر وہ تکلیف میں مبتلا ہو تو اس سے بے نیاز ہو کر آرام نہیں کر سکتے۔ حضور نے فرمایا جو صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہیں ان کو دوسروں کے لئے استعمال کریں۔ اور اُن کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اس راہ میں آنے والے خطرات سے احتیاطیں بھی ضرور برتیں۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کے بتائے ہوئے راہنما اُصول بھی پیشِ نظر رکھیں۔ حضور نے فرمایا یہ امرِ واقعہ ہے اور میں اپنے ذاتی وسیع تجربے کی بناء پر کہتا ہوں کہ ایسے لوگ جو اپنے بھائیوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں وہ جماعتی ضروریات کی خاطر اپنی ضروریات کو بُھلا بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی اُن کو بُھلاتا نہیں۔ ان کی سب ضروریات پُوری کر دیتا ہے۔ پس ایسے مومن کی بہت ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ اس سے بہتر کیا تصوّر ہو سکتا ہے کہ آپ خدا کے بندوں کی ضروریات میں مگن رہیں اور آپ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے آپ کی پُشت پر وہ دُنیا کا خالق و مالک کھڑا ہو جائے جس کی طاقت میں ہر چیز ہے۔ اس سے اچھا بھی کوئی سَودا ہو سکتا ہے؟ فرمایا یہ عظیم الشان نصیحت ہے اس پر کان دھریں اور فائدہ اُٹھائیں۔ یہ سَو فیصدی سچی بات ہے۔ آپ کی ساری تکلیفوں کے حل ہونے کا راز اس میں پوشیدہ ہے۔

فرمایا پردہ پوشی کا مضمون بھی بدن سے تعلّق رکھتا ہے۔ جیسا کہ باقی سب اُمور جو میں نے بیان کئے ہیں ایک بدن کی مثال سے تعلّق رکھتے ہیں پس ضروری ہے کہ جیسے اپنی پردہ پوشی کرتے ہو اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کرو۔ فرمایا باقی تمام ضرورتوں کا تعلّق دُنیا سے ہے اور قیامت کے دن پردہ پوشی کا مطلب ہے کہ بہت سے ایسے ہیں جن کے عیوب اس دُنیا میں پوشیدہ رہے مگر قیامت کے دِن ظاہر ہو جائیں گے۔ پس آخری پردہ پوشی وہی ہے جو قیامت کے دِن ہو گی۔ اس دن بھائی کی پردہ پوشی کام آئے گی۔ اور وہ تمہارا پردہ بن کر تمہارے عیوب ڈھانپے گی۔

فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ پوشی کے مضمون کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا ہے۔ کسی اَور نبی نے پردہ پوشی کے مضمون کو اس شان اور تفصیل سے بیان نہیں فرمایا۔ اس ضمن میں آنحضرت نے تعلیم اس حد تک آگے بڑھا دی ہے کہ جب خط کا رواج ہی نہ تھا اُس وقت تعلیم دی کہ کسی کا خط نہ پڑھا کرو۔ فرمایا یہ مضمون تو آج کے زمانہ سے تعلّق رکھتا ہے۔ لوگ ایک دُوسرے کے خطوط چوری سے پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ شدید گناہ ہے۔ فرمایا دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی انسانی اُمور کی حُرمت کو کس شان سے بیان فرمایا ہے جس کا نمونہ آج چودہ سو سال بعد بھی ایسے مُلک میں بھی موجود نہیں جو اپنے آپ کو سیولائزیشن (CIVILISATION) کے بلند ترین مقام پر بیان کرتا ہے۔

فرمایا اس بہت ہی پاک اور گہری نصیحت کو اپنے معاشرے کی اصلاح کے لئے غیر معمولی اہمیت دیتے ہوئے اختیار کریں۔ اگر آپ ان نصیحتوں پر عمل کریں گے تو اپنے معاشرہ کو جنّت نشان معاشرہ بنا سکتے ہیں۔

منقولات

جماعتِ احمدیہ نے جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کی مثال قائم کر دی ہے

احمدیوں کو ڈِش انٹینا کے استعمال سے روکنے کا مطالبہ احمقانہ ہے

اسلام ایک ہمہ گیر اور ترقی پسند دین ہے۔ اس میں عیسائیت کی اس جامد اور راہبانہ پاپائیت کا کوئی شائبہ بھی نہیں پایا جاتا جس نے پچھلی دو صدیوں کے دوران میں مغرب میں قدم قدم پر سائنس کی ترقی کو روکنے کے لئے محاذ آرائی کی، اور آخرِ کار منہ کی کھائی۔ اسلام کی اس ترقی پسندی کے باوجود ہمارے مذہبی طبقے میں پاپائیت کے جراثیم بہر حال پائے جاتے ہیں۔ اپنی اس پاپائیت یا ملائیت کی وجہ سے ہمارے اہلِ مذہب نے ابلاغ کے جدید ذرائع کی بالعموم مذمت کی ہے۔ اسی قدامت پرستانہ رویہ کا ایک مظہر ہر سال رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع میں دیکھنے کو ملتا ہے کہ ان کے "بزرگوں" کی تقریریں تو لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سامعین تک پہنچائی جاتی ہیں لیکن نماز کی امامت کے دوران لاؤڈ سپیکر کا استعمال نہیں کیا جاتا اور لاکھوں کے اجتماع کے لئے بکروں کا اہتمام "شرعی فریضہ" سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ —— ریڈیو، ٹیلیویژن اور ویڈیو کے خلاف بھی علماء کرام کی صدائے احتجاج بہت بلند آہنگ ہوتی ہے۔ ان کا احتجاج اس اعتبار سے تو بہرحال وزن رکھتا ہے کہ ان ذرائع کو بالعموم تفریح سے بڑھ کر اخلاق سوز کاموں کی ترویج کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن جب یہ احتجاج ان پر پیش کئے جانے والے غلط کاموں کی بجائے خود ان ذرائع کے استعمال کی مذمت کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اس کا منفی پہلو تکلیف دہ حد تک نمایاں ہو جاتا ہے۔ —— دین کے علمبردار اگر ان ذرائع کی مذمت کرنے کی بجائے انہیں دعوتِ دین کی ترویج و اشاعت کے لئے استعمال کریں تو ان کے غلط اور مخربِ اخلاق استعمال کے مُضر اثرات کا مؤثر طور پر ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ —— ہمارا مذہبی طبقہ اگرچہ "جماعت احمدیہ" کو دین کا دشمن اور غیر مسلم سمجھتا ہے لیکن اسی جماعت نے قرآن کے پیغام کو پُوری دنیا تک پہنچانے کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کی مثال قائم کر دی ہے۔ اس دفعہ جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع سے جماعت کے سربراہ نے جو خطاب کیا وہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کی ایک عمدہ مثال ہے کہ مرزا طاہر احمد کا خطاب ماریشس سے سیٹلائیٹ کے ذریعے پانچ براعظموں میں دیکھا اور سُنا گیا۔ —— ہمارا مذہبی طبقہ جس نے بالعموم جدید ذرائع ابلاغ کے مثبت استعمال کی طرف کبھی توجہ نہیں کی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ان ذرائع کے استعمال سے سبق سیکھنے کی بجائے اب اس نے حکومت سے یہ مطالبہ کرنا شروع کیا ہے کہ احمدیوں کو ڈِش انٹینا کے استعمال سے روکا جائے۔ یہ مطالبہ بجائے خود اتنا احمقانہ مطالبہ ہے کہ حکومت کے لئے اس کا پُورا کرنا عملی اعتبار سے بھی ناممکن ہے۔ لیکن مطالبہ کرنے والوں کو سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہم تمام مذہبی عناصر سے گذارش کرتے ہیں کہ احمدی آپ کے نزدیک کافر ہی سہی لیکن نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی روشنی میں کہ "فراست مومن کی گمشدہ متاع ہے جہاں سے ملے حاصل کرو۔" جماعت احمدیہ کے اس عالمی تبلیغی پروگرام سے سبق حاصل کریں۔ اپنے وسائل اور صلاحیتیں فضول اور مفسدانہ کاموں میں ضائع کرنے کی بجائے جدید ذرائع ابلاغ کو دین کی تبلیغ کے لئے استعمال کرنے کی طرف توجہ دیں۔ سائنس نے دعوتِ دین کی ترویج کے لئے پُوری دُنیا کو آپ کے لئے سمیٹ دیا ہے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ ان مواقع اور امکانات سے فائدہ اُٹھائیں۔ محض مطالبوں اور احتجاجوں سے تو دین کی سربلندی ممکن نظر نہیں آتی۔

(بشکریہ ہفت روزہ مہارت لاہور، جلد ۴ شمارہ ۲،
۲۸ جنوری تا ۳ فروری ۱۹۹۴ء صفحہ ۵)

چندہ وقفِ جدید اور حضور انور کی خصوصی دُعا

دفتر وقفِ جدید کے ریکارڈ کے مطابق رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں جن مجاہدینِ وقفِ جدید نے سالِ رواں ۱۹۹۴ء کا چندہ وقفِ جدید سوفیصدی ادا کر دیا تھا اُن کے اسماء کی فہرست بغرضِ دُعا سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دفتر وقفِ جدید کی طرف سے پیش کر دی گئی تھی۔ جس پر وکالتِ مال لندن کی طرف سے بذریعہ چِٹھی $\frac{VM \; 4984}{15-3-94}$ جواب موصول ہوا ہے کہ:-

"آپ کی طرف سے وقفِ جدید کا سوفیصدی وعدہ ادا کرنے والوں کے اسماء کی فہرست بھی ملی۔ ان کو بھی دُعا میں شامل کر لیا گیا تھا۔ جماعتوں کو اطلاع کر دیں"۔

سیدنا حضرت اقدس نے ان سب مخلصین اور ان سب قربانی کرنے والوں کے لئے دُعا کی کہ:-

"اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے ان کو مزید وسعتیں بخشے اور حسناتِ دارین سے نوازے۔ انہوں نے نیکیوں میں آگے بڑھنے کا جو نمونہ دکھایا ہے اسے مزید پیش قدمیوں کا موجب بنائے اور اللہ تعالیٰ یہ نیک نمونہ ان کی اولاد میں بھی منتقل فرمائے۔ آمین"۔

چندہ وقفِ جدید جو کہ پہلے صرف پاکستان ہندوستان اور بنگلہ دیش میں ادا کیا جاتا تھا اب اس کی اہمیت کے پیشِ نظر حضور انور نے چند سال قبل عالمی تحریک کر دی ہے۔ نیز حضور انور نے ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا کہ ــــ "ہندوستان میں وقفِ جدید کی غیر معمولی اہمیت سمجھی جانی چاہیئے"۔ ــــ لہٰذا جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے تمام مخلصین سے درخواست ہے کہ جماعت کا ہر فرد (مرد۔ عورت۔ بچہ) اِس بابرکت تحریک میں شامل ہو۔ اور اپنے وعدہ میں نمایاں طور پر اضافہ کے ساتھ چندہ وقفِ جدید مقامی جماعت میں ادا کر کے ممنون فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ تمام افراد کے اموال میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔ آمین۔

ناظمِ وقفِ جدید قادیان

منظوری صدر لجنہ اماء اللہ بھارت برائے سال ۹۳ء تا ۹۶ء

جملہ لجنات اماء اللہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کے لئے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی منظوری عنایت فرمائی ہے جو آئندہ تین سال یعنی دسمبر ۹۳ء تا دسمبر ۹۶ء کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور تمام لجنات اماء اللہ بھارت کو آپ کی قیادت میں بہترین خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

ضروری اِعلان برائے موصیان

جملہ موصیان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جائیداد سے متعلق وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل کر دیا گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی صاحبان و موصیات جو اپنی جائیداد کا حصہ ادا کر چکے ہوں کو اپنی جائیداد سے حاصل شدہ آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام $\frac{1}{16}$ ادا کرنا لازمی ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۵۲

جس جائیداد کا حصہ سوفیصد ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی نہیں ہوگی۔ (مگر حصولِ ثواب کی خاطر بہتر ہوگا کہ یہ چندہ حصہ جائیداد کی ادائیگی کے بعد بھی جاری رکھا جائے)

ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲

جس جائیداد کا حصہ جائیداد سوفیصدی ادا کر دیا گیا ہو اُس پہ حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی۔

جملہ موصیان و موصیات اپنی جائیداد کی آمد پر ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ کے مطابق حصہ آمد میں چندہ کی ادائیگی کر کے دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع فرمادیں۔ جزاکم اللہ۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ارشادِ نبوی
اُوصِیکُم بِالجَارِ
(میں تم کو ہمسایہ سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- مینگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE NO. 04524 – 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN 143516.

POULTECH CONSULTANT
& DISTRIBUTORS
DEALERS IN:- DAY OLD BROILER CHICKS
POULTRY FEED, MEDICINES & ALL TYPES
OF POULTRY EQUIPMENTS.
OFFICE/RESIDENCE:- 58- ISHRAT MANZIL
NEAR POLICE STATION. WAZIR GANJ.
LUCKNOW-226018.
PHONE:- 245860.

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM- 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34, A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD. CALCUTTA-15

یاٹی پولیمرز
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43 – 4028 – 5137 – 52..